بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

رسم قرآنی

اور اصولِ کتابت

--:از:--

مولانا محمد احمد مصباحی

صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

----: باھتمام :----

مجلس برکات

الجامعۃ الاشرفیہ - مبارک پور - اعظم گڑھ - یوپی

باراول ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۷

کتاب	:	رسم قرآنی اور اصولِ کتابت
مصنف	:	مولانا محمد احمد مصباحی
کمپوزنگ	:	حافظ ملت انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹکنالوجی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور
تصحیح	:	ظہور احمد و خواجہ حسین زیر تربیتِ تصنیف، المجمع الاسلامی مبارک پور
اشاعت اول	:	۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء
صفحات	:	۶۴ تعداد :
مطبع	:	
ناشر	:	مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

ملنے کے پتے

(۱) مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، (یوپی) پن : 276404

(۲) مجلس برکات، 149، گراؤنڈ فلور، کٹرا گوکل شاہ بازار، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی، پن : 110006

1- MAJLIS-E-BARAKAAT, AL-JAMIATUL ASHRAFIA, MUBARAKPUR, AZAMGARH (U.P.) PIN : 267404

2– MAJLIS-E-BARAKAAT, 149, GROUND FLOOR, KATRA GOKUL SHAH BAZAR, MATIA MAHAL, JAMA MASJID, DEHLI PIN : 110006

حرف آغاز

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

۱۸ رجب ۱۴۳۱ ھ مطابق یکم جولائی ۲۰۱۰ء جمعرات کی شام کو الحاج محمد سعید نوری بانی رضا اکیڈمی ممبئی اپنے رفیق جناب محمد عمران دادانی کے ساتھ مبارک پور المجمع الاسلامی میں تشریف لائے۔ اسی دن جناب مختار صفی صاحب، مولانا ضیاء المصطفیٰ مصباحی خطیب مدینہ مسجد آزاد نگر جمشید پور کو ساتھ لے کر تشریف لائے تھے۔ انھیں اپنے ادارہ مرکزی دار القراءۃ ذاکر نگر، جمشید پور سے متعلق حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب رضوی صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مولانا قاری احمد جمال عزیزی مصباحی شیخ التجوید جامعہ امجدیہ گھوسی، مولانا عبد المبین نعمانی اور راقم الحروف کے ساتھ ایک میٹنگ کرنی تھی، اس لیے یہ سبھی حضرات موجود تھے۔

الحاج محمد سعید نوری نے اپنا منصوبہ بتایا کہ بڑے سائز پر قرآن مجید ۔ الفی (ہر سطر الف سے شروع) کی اشاعت کرنی ہے۔ ساتھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ترجمہ کنز الایمان اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی تفسیر خزائن العرفان بھی ہوگی۔ اکثر حصے کی کتابت اور کمپوزنگ اور ایک دو بار تصحیح بھی ہو چکی ہے۔ آخری تصحیح کے لیے نعمانی صاحب کی توجہ درکار ہے۔ کتابت شدہ پانچ پارے مع ترجمہ و تفسیر لائے بھی تھے، وہ مولانا نعمانی صاحب کو دکھائے۔

اسی درمیان قاری احمد جمال صاحب نے فرمایا کہ آج کل جو مصاحف شائع ہو رہے ہیں ان میں رسم قرآنی کی پوری مطابقت نہیں ہوتی، بہت سی غلطیاں رہ جاتی ہیں، اس لیے قواعد رسم کی روشنی میں تصحیح پر بھی توجہ ہونی چاہیے۔ نعمانی صاحب نے قاری صاحب سے کہا: یہ کام تو آپ ہی کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا: مناسب یہ ہوگا کہ غیر قیاسی رسم کی فہرستیں بنالی جائیں تا کہ انھیں سامنے رکھ کر تصحیح و مقابلہ آسان ہو۔ اور قاری صاحب سے میں نے کہا کہ اس موضوع پر اردو میں واحد کتاب "معرفۃ الرسوم" آپ کے استاذ گرامی کی ہے مگر اس کی کتابت میں غلطیاں بہت ہیں اور خاطر خواہ صفائی بھی نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو اس کی اچھی کتابت و طباعت عمل میں لانی چاہیے۔ انھوں نے کہا: میں اس کا حاشیہ لکھ رہا ہوں بعدِ تکمیل، کتاب اور حاشیے کی اچھی کتابت و طباعت کی کوشش ہوگی۔

اس دن کی گفتگو اسی پر ختم ہو گئی اور نعمانی صاحب نے شب برات بعد ممبئی پہنچ کر تصحیح کا کام انجام دینے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ مگر مجھے یہ فکر دامن گیر رہی کہ جب تک حذفِ الف، اثباتِ الف، حذفِ یا، اثباتِ یا، رسم ہمزہ وغیرہ سے متعلق رسم غیر قیاسی کے متعدد چارٹ نہیں بن جاتے، متنِ قرآن کی خاطر خواہ تصحیح نہ ہو پائے گی۔

اسی فکر کے تحت استاذ القراء قاری محب الدین احمد الٰہ آبادی ثم لکھنوی کی کتاب معرفۃ الرسوم کا مطالعہ میں نے شروع کیا۔ اور خیال ہوا کہ اسے نئے انداز سے مرتب کر دیا جائے تا کہ طلبہ اور قارئین آسانی سے مدّعا تک پہنچ سکیں۔

دو تین صفحے دیکھنے اور لکھنے کے بعد احساس ہوا کہ بہت سے قواعد اور متفرق بیانات متروک ہیں۔ اس لیے یہ کام یہیں روک کر میں نے دوسری کتابیں تلاش کیں۔

امام سیوطی کی الاتقان فی علوم القرآن میں مرسوم خط کی بحث دیکھی پھر امام ابو بکر ابن الانباری (م ۳۲۸ھ) کی کتاب المقطوع والموصول کا ایک نسخہ المجمع الاسلامی کی لائبریری میں ملا جو رضا لائبریری رام پور سے مولانا عرشی خاں کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۱ھ میں شائع ہوا، اسے دیکھنے کے بعد یہ سمجھ میں آیا کہ مقطوع اور موصول کا ذکر انھوں نے بالاستیعاب کیا ہے۔ اسی طرح اثبات یا اور حذف یا کا بیان بھی بسط سے کیا ہے۔ دیگر قواعد کو اجمالاً بہت مختصر بیان کیا ہے۔ اس کے بعد مجھے امام ابو عمرو دانی (م ۴۴۴ھ) کی کتاب ''المقنع فی رسم مصاحف الامصار'' کی تلاش ہوئی۔ کئی جگہ معلوم کیا، کتاب دستیاب نہ ہوئی۔

پھر مولانا ناصر حسین مصباحی نے اپنی الکٹرانک لائبریری سے اس کا ایک مطبوعہ نسخہ نکال کر دیا اس میں مجھے سیر حاصل بحث نظر آئی۔ اس میں ص ۷۶ پر رسم ہمزہ کے بیان میں مجھے دو تین سطریں ساقط معلوم ہوئیں۔ مولانا ناصر سے میں نے کہا: تو انھوں نے ایک دوسرا نسخہ نکال کر دیا جو تحقیق و تعلیق سے خالی تھا، مگر اس میں وہ ساقط سطریں مل گئیں اور الفاظ تقریباً وہی نکلے جو پہلے نسخے کے حاشیے پر میں نے لکھ رکھے تھے۔ اور بھی ایک مقام پر نصف سطر کی کمی اس دوسرے نسخے سے پوری ہوئی۔

المقنع میں بیانِ رسم کی ابتدا ایک طویل فہرست سے ہوتی ہے جو امام نافع مدنی سے غیر قیاسی رسم کے ذکر میں مروی ہے، پھر اس سلسلے کی کچھ اور روایات ہیں، پھر قواعد کا آغاز ہوتا ہے۔ درمیان میں کہیں یہ بھی لکھتے ہیں کہ کچھ مقامات ان قواعد سے مستثنیٰ بھی ہیں جن کا بیان اسی کتاب میں مناسب جگہوں پر ہے۔ آخر میں ان غیر قیاسی مقامات کا ذکر ہے جن میں مصاحف امصار متفق ہیں۔ پھر وہ جن میں مصاحف عراق کا اتفاق ہے۔ پھر وہ جن میں حجاز، عراق اور شام کے مصاحف کا اختلاف ہے۔

اسی سلسلے میں شہاب الدین احمد بن محمد دمیاطی متوفی ۱۱۱۷ھ کی کتاب ''اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربعة عشر'' کی بھی بار بار مراجعت کی گئی۔ اس لیے کہ رسم میں اختلاف قراءت کا بھی اثر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مصنف نے ہر سورہ کے آخر میں اس سورہ سے متعلق رسم غیر قیاسی کو خاص طور سے بیان کیا ہے۔ تیسرے ابتدائے کتاب میں رسم پر ذرا تفصیلی بحث کرتے ہوئے قواعد و ضوابط بھی درج کیے ہیں۔ تینوں مقامات کو دیکھنے سے بہت سے اشکالات کا حل نکل آتا۔

ان کتابوں کی مدد سے میں اپنے ذہنی خاکے کو بزعم خویش بڑی حد تک مکمل کر سکا ہوں۔ جو نقص رہ گیا ہے اس کا ازالہ اہلِ فن کی نشان دہی پر موقوف ہے۔ میں خود اس فن کا آدمی نہیں، ایک ضرورت کا احساس تھا جس کے تحت یہ قلمی و علمی کاوش عمل میں آئی۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور نافعِ خاص و عام بنائے۔ اور کوئی کمی رہ گئی ہے تو جلد اس کی اصلاح کی راہ پیدا فرمائے۔ وهو ذو الفضل العظيم۔ والصلاة و السلام على رسوله سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين۔[1]

محمد احمد مصباحی

شب جمعہ ۱۶/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ / ۲۶/ اگست ۲۰۱۰ء

---

[1] کتاب مکمل ہونے کے بعد اس کی ایک فوٹو کاپی ۲۵/ شعبان ۱۴۳۱ھ کو حضرت مولانا اعجاز احمد مبارک پوری استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ذریعہ مولانا عبد المبین نعمانی صاحب کے پاس ممبئی بھیج دی گئی، جو ۲۶/ شعبان کو انھیں مل گئی۔

❁ آخر کتاب میں عام عربی کتابت کے اصول اور علامات وقف وغیرہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے کیوں کہ طلبہ کو اُن کی بھی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔

تکملہ مسوّدے کا ایک نسخہ برادرِ گرامی مولانا قاری احمد جمال عزیزی شیخ التجوید جامعہ امجدیہ گھوسی کے پاس نظر اصلاح کے لیے ماہِ رمضان ۳۱ ھ ہی میں بھیج دیا دوسرا کمپوز شدہ نسخہ محترم مولانا قاری نورالحق اعظمی مصباحی استاذ تجوید جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو دیا۔ دونوں حضرات نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور کوئی ترمیم نہ کی، اس لیے میرا ارادہ ہوا کہ اب کتاب پریس کے حوالے کر دی جائے۔

مگر رمضان کے آخری عشرے میں دیوگھر کے قاری مبارک حسین رضوی استاذ تجوید دارالعلوم نور محمدی دیادرہ، بھڑوچ، گجرات کا ممبئی سے فون آیا کہ رسم قرآن سے متعلق آپ کا مسوّدہ نعمانی صاحب نے میرے حوالہ کیا ہے اور کتابت شدہ متن قرآن کے رسم کی تصحیح بھی میرے ذمہ کی ہے۔ پھر انھوں نے بتایا کہ ”قراءت اور رسم سے متعلق بہت سی کتابیں سورت سے شائع ہوتی ہیں، میں ممبئی سے واپسی کے بعد وہاں سے حاصل کر کے بھیجوں گا“۔

میں نے مولانا غلام فرید سورتی مصباحی اور ان کے فرزند نثار احمد مصباحی سلمہ کو فون کیا کہ رسم قرآن سے متعلق سورت میں جو کتابیں دستیاب ہوں بعجلت تمام حاصل کر کے بھیجیں، انھوں نے النشر فی القراءات العشر للامام الجزری اور قاری عبدالرحمن مکی الٰہ آبادی کی افضل الدرر شرح عقیلۃ اتراب القصائد للامام الشاطبی ارسال کیں۔ کچھ دنوں بعد قاری مبارک حسین نے بھی بھیجیں اور یہ بتایا کہ رسم پر سب سے تفصیلی کتاب نثر المرجان ہے۔

جد الممتار اول کی طباعت کے سلسلے میں محرم ۱۴۰۲ھ/نومبر ۱۹۸۱ء میں جب میں حیدر آباد گیا تھا تو جامعہ نظامیہ کے لائبریرین صاحب نے یہ کتاب مجھے دکھائی تھی، مگر اس وقت نہ مطالعہ کی فرصت تھی نہ کتاب کی اہمیت کا اندازہ۔ سرسری طور پر کچھ اوراق دیکھ کر میں نے کتاب واپس کر دی۔ بعد میں کہیں یہ کتاب نظر سے نہ گزری، نام بھی ذہن سے محو ہو گیا۔

حسن اتفاق کہ مولانا ناصر حسین مصباحی نے انٹرنیٹ میں اسے تلاش کیا تو مرکز جمعۃ الماجد للثقافۃ و التراث، دبئی، متحدہ عرب امارات کی ویب سائٹ www.almajidcenter.org میں اسی نسخے کی الکٹرانک کاپی مل گئی جو میں نے جامعہ نظامیہ میں دیکھا تھا۔ موصوف نے محنت کر کے اس کی ساتوں جلدوں کی بہت صاف کاپی نکال کر مجھے دی۔ میں نے شرح عقیلہ اور نشر سے زیادہ اسی کتاب سے استفادہ کیا۔ اور اپنی کتاب میں بہت سی جگہوں پر اضافہ کیا۔

الکٹرانک نسخے سے پرنٹ کاپی نکالنے کے مصارف حسب وعدہ بذاتِ خود مجھے ادا کرنے تھے مگر جامعہ اشرفیہ کے ناظم الحاج سرفراز احمد صاحب نے کہا کہ ”کتاب ادارے کی لائبریری میں رہے گی اس لیے مصارف ادارے کے ذمہ ہوں گے“ فجزاه الله خيرا، و زادَه حُبّا للعلم و أهله.

حق یہ ہے کہ رسم قرآن پر اس قدر جامع اور مبسوط و مفصل کتاب پوری دنیا میں نہ لکھی گئی۔

پہلی جلد میں مصنف نے رسم قرآنی سے متعلق اصول و ضوابط بیان کیے ہیں اور جا بجا عام رسم عربی کو بھی شرح شافیہ للرضی وللجاربردی و شرح جاربردی وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ پھر پہلی منزلِ

قرآن پہلی جلد میں مکمل کی ہے اس طرح سات منزلیں سات جلدوں میں مکمل ہوتی ہیں۔

رسم کے ساتھ ہر لفظ کا اعراب بھی لکھا ہے، رسم میں اختلاف قراءت کا بھی اثر ہوتا ہے اس لیے محلّ اختلاف میں قراءات سبعہ و عشرہ کو بھی بیان کیا ہے اور بہت سی جگہوں پر شواذ کو بھی ذکر کیا ہے۔ پھر ان کے لحاظ سے اعراب و معانی میں فرق ہوتا ہے تو اسے بھی واضح کیا ہے۔ کہیں مشکل کلمات کے نحوی، صرفی، لغوی حل کی ضرورت آگئی ہے تو اسے بھی لکھا ہے۔ اس ذیل میں بعض مقامات پر نحویوں کے درمیان اختلاف بتانے اور اعراب قراءت کی صحت ثابت کرنے کی بھی نوبت آئی ہے۔ مصنف نے ان سب کو بڑی بالغ نظری اور اختصار و جامعیت کے ساتھ سر کیا ہے۔ کہاں وقف آیت ہے؟ اس کی بھی نشان دہی کر دی ہے۔

کتاب کی تصنیف ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۲۶ھ روز پنج شنبہ (۲۰ جون ۱۸۱۱ء) وقت ظہر اختتام پذیر ہوئی ہے۔

پھر سو سال کے چند برس بعد حکومت حیدر آباد کے تعاون سے مجلس اشاعۃ العلوم شبلی گنج حیدر آباد کے زیر انتظام ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۴۵ھ تک اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ جلد اول تا ششم بحیثیت مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم مولانا حافظ ولی الدین فاروقی کا نام ہے، ہفتم میں مولانا حافظ غلام مرتضی معتمد امور مذہبی کا نام ہے۔ مجلس اشاعۃ العلوم کے بانی شیخ الاسلام فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ فاروقی (۱۲۶۴ھ—۱۳۳۶ھ) وزیر امور مذہبی حکومت حیدر آباد تھے۔ بعد میں صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی (۱۲۸۳ھ—۱۳۷۰ھ) صدر الصدور ہوئے۔ جلد اول سے چہارم تک حسب فرمائش کے تحت فضیلت جنگ کا نام ہے بعد کی جلدوں میں صدر یار جنگ کا نام ہے۔

ان حضرات کی توجہات، کاوشوں اور محنتوں سے یہ عظیم علمی سرمایہ نہ صرف یہ کہ دست ضیاع سے محفوظ رہا، بلکہ اشاعت پذیر ہو کر اہل علم پر ضیا بار بھی ہوا۔ فجزاهم الله خير الجزاء.

نثر المرجان فی رسم نظم القرآن کے مصنف مولانا محمد غوث ابن ناصر الدین ابن نظام الدین بن عبد اللہ شافعی ہیں۔ ارکاٹ، مدراس کے ایک مقام محمد پور میں ۱۷ رمضان ۱۱۶۹ھ کو ان کی ولادت ہوئی۔ پہلے اپنے جد بزرگ وار مولانا نظام الدین سے تحصیل علم کی۔ پھر دوسرے علما سے کسب علم کیا۔ بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی رحمہ اللہ (۱۱۴۲ھ—۱۲۲۵ھ) جب والا جاہ نواب محمد علی خاں گوپاموی والیِ مدراس کی دعوت پر اپنے چھ سو طلبہ کے ساتھ مدراس پہنچے اور سلسلۂ درس و تعلیم جاری ہوا تو مولانا محمد غوث بھی حلقۂ تلامذہ میں داخل ہوئے اور وہیں تکمیل کی۔ ان کی تاریخ وفات روز یک شنبہ ۱۱ صفر ۱۲۳۸ھ ہے۔

بحر العلوم نے ان کی ذہانت و فطانت اور لیاقت دیکھ کر انھیں تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ کیا جس کے نتیجے میں انھوں نے عربی و فارسی میں تقریباً تیس کتابیں لکھیں نثر المرجان غالباً ان کی پہلی تصنیف ہے جس میں انھوں نے محنت شاقہ صرف کی ہے اور تحقیقات بدیعہ رقم کی ہیں۔

رسم قرآن سے متعلق اس کتاب کے خاص مآخذ انھوں نے درج ذیل بیان کیے ہیں:

❶ المقنع فی رسم مصاحف الأمصار۔ از : امام ابو عمرو عثمان بن سعید دانی متوفی شوال ۴۴۴ ھ

❷ العقیلہ۔ از : ابوالقاسم قاسم بن فیرّہ ابن خلف بن احمد شاطبیؒ متوفی ۵۹۰ ھ۔
یہ ان کا قصیدہ رائیہ ہے جس میں انھوں نے امام دانی کی "مقنع" کو نظم کیا ہے اور اس پر کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔

❸ الوسیلہ شرح العقیلہ۔ از : علامہ ابوالحسن علی بن محمد سخاوی، متوفی ۶۴۳ھ
یہ عقیلہ کی پہلی شرح ہے۔ جس میں اس پر بہت کچھ اضافہ ہے۔ مصنف نے بذات خود مصحف شامی کا مشاہدہ و مطالعہ کیا تھا، اس کے حوالے سے بھی بعض امور ذکر کیے ہیں جیسا کہ علامہ جزری نے نشر میں بیان کیا ہے۔

❹ النشر فی القراءات العشر۔ از : شیخ الاسلام محمد بن محمد بن محمد جزری متوفی ۸۳۳ھ "نشر" خاص طور سے قراءات عشرہ کے بیان میں ہے مگر رسم سے متعلق بھی انھوں نے بہت سے مقامات پر گفتگو کی ہے۔ خصوصًا رسم ہمزہ کو انھوں نے مکمل بیان کیا ہے۔

اسی ذیل میں انھوں نے بتایا ہے کہ ابوالحسن سخاوی نے جس مصحف شامی کو دیکھنے کا ذکر کیا ہے وہ دمشق کی جامع اموی کے مشہد شرقی شمالی میں ہے جسے مشہد علی کہا جاتا ہے۔ اور ہمارے معتمد شیوخ نے بتایا کہ یہ مصحف پہلے اندرون دمشق مسجدِ کوشک میں تھا جس کی تعمیر جدید سلطان عادل نورالدین محمود بن زنگی رحمہ اللہ نے کی۔ اور یہاں نورالدین کی آمد کا سبب یہی علامہ سخاوی تھے۔

پھر علامہ جزری نے ایک اور مصحف، "مصحف شامی کبیر" بذات خود دیکھنے کا ذکر کیا ہے جو جامع اموی کے مقصورہ میں تھا اور مصحف عثمانی سے معروف تھا۔ پھر ایک تیسرے مصحف کا مشاہدہ بتایا ہے جو دیار مصر میں "امام" کہا جاتا۔ بتایا ہے کہ وہ قاہرہ کے اندر مدرسۂ فاضلیہ میں ہے۔ (نشر ص ۳۳۹)

❺ الاتقان فی علوم القرآن۔ از: علامہ عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی (م ۹۱۱ھ)
اتقان میں رسم قرآن سے متعلق ایک خاص نوع ہے۔

❻ مصحف جزری۔
۱ - اس کی کتابت شیخ الاسلام جزری کے فرزند ابوالخیر محمد نے کروائی۔
۲ - اس کے کاتب فاضل ماہر طاہر بن عرب بن ابراہیم حافظ اصبہانی ہیں۔ یہ امام جزری کے شاگرد تھے۔
۳ - جس نسخے سے اس کی نقل ہوئی وہ شیخ الاسلام جزری کا تصحیح کیا ہوا تھا۔
۴ - یہ نسخہ والی مدراس عظیم الدولہ والا جاہ کے کتب خانے میں تھا وہیں سے مولانا محمد غوث نے بطور عاریت حاصل کر کے اس سے استفادہ کیا۔
۵ - یہ بذات خود امام جزری کا لکھا ہوا یا تصحیح کیا ہوا نہ تھا، ہاں ان کے تصحیح کردہ نسخے سے نقل ہوا تھا۔ اصل سے مقابلہ کس نے کیا؟ اس کا ذکر نہیں، غالب گمان ہے کہ امام جزری کے فرزند ابوالخیر محمد اور ان کے تلمیذ کاتب فاضل طاہر بن عرب نے خود مقابلہ کیا ہوگا۔

مولانا محمد غوث نے نثر المرجان میں ''مصحف جزری'' کہتے ہوئے اس کا حوالہ بے شمار مقامات پر دیا ہے۔ مقدمۂ جلد اول میں مآخذ کے تحت وہ بتاتے ہیں:

و حيثما أقول: "مصحف الجزري" فالمراد به ذلك المصحف". (۱۸/۱)

''میں جہاں مصحف جزری کہتا ہوں اس سے مراد یہی مصحف ہے''۔

نثر المرجان فی رسم نظم القرآن کی جلدوں اور صفحات و سال اشاعت کا حال حسبِ ذیل ہے:

جلد	سورہ			صفحات	اشاعت	مطبع
اول	فاتحہ	تا	نسا	۷۱۰	۱۳۳۲ھ	مطبع عثمانی
دوم	مائدہ	تا	توبہ	۶۴۴	۱۳۳۳ھ	مطبع عثمانی
سوم	یونس	تا	نحل	۵۱۰	......	مطبع عثمانی
چہارم	اسرا	تا	فرقان	۷۳۵	۱۳۳۸ھ	مطبع عثمانی
پنجم	شعرا	تا	یٰس	۶۰۰	۱۳۴۰ھ	شمس الاسلام
ششم	صافات	تا	حجرات	۶۸۰	۱۳۴۷ھ	مطبع اعظمیہ
ہفتم	ق	تا	ناس	۸۰۰	۱۳۴۹ھ	شرف پریس

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں ہر کلمہ کے رسم پر تحقیقی کلام ہے اور ضمنی فوائد بھی بے شمار ہیں۔ بحر العلوم نے اپنے حاشیے کے ساتھ جو مصحف شائع کیا تھا، اس سے بھی نثر المرجان میں پورے طور سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس سے بھی ہر فن میں بحر العلوم کے اتقان اور تبحّر کا اندازہ ہوتا ہے۔

الحاصل ان کتابوں سے استفادے اور اضافے کے بعد میں اپنی مختصر کتاب کو تقریباً مکمل سمجھتے ہوئے طباعت کے حوالے کر رہا ہوں، اگرچہ مزید اضافے کی گنجائش موجود ہے مگر روایت حفص کے طلبہ اس قدر بھی ضبط کر لیں تو میری محنت بار آور ہے۔ والله الموفق لكل خير، و دافع كل ضَير، والصلاة والسلام على حبيبه سيد الإنس و الجان و على اٰله و صحبه ما تعاقب الملوان.

محمد احمد مصباحی

۱۱ محرم ۱۴۳۲ھ / ۱۸ دسمبر ۲۰۱۰ء، شنبہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذي أنزل القرآن ، و ضمن لحفظه من التغيير و التبديل و أحداث الزمان. و الصلاة و السلام على حبيبه سيد الأكوان، الذي أنزل عليه الفرقان، وهو ذكر و حكمة و لكل شيء تبيان، وعلىٰ اله وصحبه وأتباعه وأتباعهم الذين تعلموا وعلّموا و بلّغوا كتاب الله العزيز الرحمن .

کتابت اور رسم قرآنی کی حفاظت

خط کی ابتدا:-خطّ و تحریر کی ابتدا سے متعلق ابن فارس نے فقہ اللغۃ میں تفصیلی گفتگو کی ہے اور امام سیوطی نے **المُزهِر** میں اسے نقل کرتے ہوئے بہت کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ اتقان میں انھوں نے مختصر کلام کیا ہے۔اسی کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

ابن اُشتہ نے کتاب المصاحف میں اپنی سند کے ساتھ کعب احبار سے روایت کی ہے کہ عربی، سریانی اور دوسرے سارے خطوط حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین سو سال پہلے وضع کیے۔ انھیں مٹی میں لکھا، پھر اسے پکا دیا۔ جب زمین غرق ہوئی،اس کے بعد لوگ زمین پر آئے تو ہر قوم نے اپنی تحریر پائی، اور اسی میں لکھنے لگے۔ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم نے خط عرب پایا۔

پھر ابن اُشتہ نے بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کی،انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خط عربی وضع کیا۔ انھوں نے ہر تحریر کو اس کے تلفظ اور نطق پر وضع کیا۔ پھر ان سب کو موصول کی طرح ایک تحریر بنا دیا۔ پھر اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

یعنی اس تحریر میں انھوں نے سب کلمات باہم ملا دیے، حروف کے درمیان جدائی نہ رکھی مثلاً اس طرح: **بِسْمِللّٰہِرّحْمٰنِرَّحِیْمِ** ــــ پھر ان کی اولاد میں سے **هُمَيْسَع** اور **قَيْذَر** نے کلمات کو فصل کے ساتھ لکھا۔

پھر ابن اُشتہ نے بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تخریج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سب سے پہلی کتاب ’’ابو جاد‘‘ نازل فرمائی۔

ابن فارس نے کہا ہم اسی کے قائل ہیں کہ خط، امر توقیفی ہے، اس لیے کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ اس نے قلم کی تعلیم دی، انسان کو وہ سکھایا جس کا اسے علم نہ تھا۔ اور فرمایا: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ قسم ہے قلم کی اور تحریروں کی۔ اور یہ حروف ان اسما میں داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے۔

ابتدائے تحریر سے متعلق اتقان میں یہ اجمالی کلام ہے۔

رسم قرآنی:-خاص رسم قرآنی سے متعلق لکھتے ہیں کہ : اس بارے میں متقدمین و متاخرین میں سے

بہت سے لوگوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں انہی میں سے امام ابو عمرو (عثمان بن سعید) دانی۔ متوفی ۴۴۴ھ بھی ہیں۔

قرآن کریم میں جو کلمات عام اصولِ کتابت کے خلاف مرسوم ہیں ان کی توجیہ میں ابوالعباس احمد بن محمد بن عثمان اَزدی مراکشی معروف بہ "ابن البنّاء" متوفی ۷۲۱ھ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "عُنْوَانُ الدَّلِيْلِ فِي مَرْسُوْمِ خَطِّ التَّنْزِيْلِ"۔ اس میں بیان کیا ہے کہ تحریر میں ان حروف کا حال ان کلمات کے معانی کے اختلافِ حال کے لحاظ سے ہے۔

امام دانی "الْمُقْنِع" میں اشہب سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا قرآن کو اس ہجا پر لکھا جائے جو آج لوگوں نے ایجاد کی ہے؟ فرمایا نہیں، پہلی ہی تحریر پر لکھا جائے۔ امام دانی فرماتے ہیں: اس بارے میں علمائے امت میں سے کوئی بھی امام مالک کے خلاف نہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ امام مالک سے قرآن کے حروف واو، الف سے متعلق سوال ہوا کہ آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا مصحف میں اس طرح جو ملے اسے بدل دیا جائے؟ فرمایا: نہیں۔

امام دانی فرماتے ہیں: یعنی وہ واو اور الف جو رسم میں زائد ہوتے ہیں اور تلفظ میں نہیں آتے — جیسے "اولو" کا پہلا واو۔

امام احمد فرماتے ہیں: واو، یا، الف یا اور کسی حرف میں مصحف امام کی مخالفت حرام ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص مصحف لکھے تو اسے اُس ہجا کی پابندی کرنی چاہیے جس پر صحابہ نے یہ مصاحف لکھے۔ اس میں ان کی مخالفت نہ کرے۔ نہ ان کی تحریر میں کوئی تبدیلی لائے۔ اس لیے کہ وہ علم میں ہم سے فائق، دل اور زبان میں ہم سے زیادہ صادق، اور امانت میں ہم سے عظیم تر تھے۔ اپنے بارے میں یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ ہم اُن پر کوئی استدراک کر سکیں گے۔ (الإتقان فی علوم القرآن ج۴، ص۱۴۵تا۱۴۷ - نوع ۷۶ - مرسوم الخط وآداب کتابته)

امام ابو عمرو دانی لکھتے ہیں: اکثر علما اس پر ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مصحف لکھایا تو اس کے چار نسخے بنوائے اور ہر خطے میں ایک ایک نسخہ بھیجا۔ ایک کوفہ، ایک بصرہ، ایک شام اور ایک اپنے پاس رکھا۔

اور کہا گیا کہ سات نسخے تیار کرائے ایک مکہ، ایک یمن، اور ایک بحرین بھی بھیجا۔ مگر قول اول اصح ہے اور علما اسی پر ہیں۔ (المقنع ص۱۹)

المقنع کے آخر میں امام ابو عمرو دانی نے رسم قرآنی سے متعلق کچھ شکوک وشبہات ذکر کر کے ان کے تشفی بخش جوابات بھی رقم کیے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۱۸ تا ۱۲۵۔ المقنع فی رسم مصاحف الامصار مع کتاب النقط۔ بہ تحقیق محمد صادق قمحاوی۔ اشاعت: مکتبہ الکلیات الأزہریہ - قاہرہ - تاریخ اشاعت درج نہیں)

اب آگے **کتابتِ قرآن** اور **رسم قرآنی** کے تفصیلی مباحث تحریر کیے جاتے ہیں۔

رسم خط قرآنی: قرآنِ کریم کو اس رسم کے مطابق لکھنا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بر بنائے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ہے اور متقدمین سے منقول ہے۔

اس رسم خط کی پیروی ائمۂ اربعہ کے نزدیک واجب ہے۔

موضوع: نقوش قرآنی۔

غایت: قرآن کریم کی رسم و قراءت کی صحت۔

اس رسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) **رسم قیاسی** (۲) **رسم غیر قیاسی۔**

رسم قیاسی: وہ جس میں مرسوم مطابقِ ملفوظ ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) **رسم قیاسی مطلق** (۲) **رسم قیاسی مقید۔**

رسم قیاسی مطلق: وہ جس میں مرسوم مطابقِ ملفوظ بالاتفاق ہو۔ جیسے مَلِكِ النَّاسِ۔

رسم قیاسی مقید: وہ جس میں مرسوم کسی خاص قراءت کے لحاظ سے مطابقِ ملفوظ ہو۔ جیسے مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ، بقراءت حذف الف۔

❁ اگرچہ یہ رسم قیاسی کی قسم ہے لیکن رسم غیر قیاسی کے حکم میں ہے، کیوں کہ ایسی رسم کسی نہ کسی قراءت میں مقروٗ کے مخالف ہو گی۔

رسم غیر قیاسی: وہ جس میں مرسوم، مقروٗ کے موافق نہ ہو، یا اصل کے موافق نہ ہو اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) **ابدال**: ملفوظ کی جگہ دوسرا حرف لکھنا۔ جیسے: صَلٰوۃ (الف کی جگہ واو ہے)

(۲) **حذف**: کسی حرفِ مقرو کو نہ لکھنا۔ جیسے: سَلٰمٌ، غُلٰمٌ (الف محذوف ہے)

(۳) **اثبات**: کسی حرف غیر مقرو کو لکھنا۔ جیسے: بِاَيۡىدٍ (دال سے پہلے دو یا کے ساتھ)

(۴) **وصل**: دو کلموں کو ملا کر لکھنا۔ جیسے: بِئۡسَمَا۔ اسے **موصول** کہتے ہیں۔

(۵) **قطع**: ملا کر لکھے جانے والے حرف کو الگ الگ لکھنا۔ جیسے: مَا لِ هٰذَا الرَّسُوۡلِ۔ اسے **مقطوع** کہتے ہیں۔

رسم غیر قیاسی کی دو قسمیں ہیں: (۱) **رسم اصطلاحی** (۲) **رسم احتمالی۔**

رسم اصطلاحی: یہ کہ مرسوم اختلاف قراءت کے احتمال کے بغیر ملفوظ کے بر خلاف ہو جیسے: لَاۡاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ۔

رسم احتمالی: وہ رسم جو مختلف قراءتوں پر مشتمل اور ان کی محتمل ہو۔ جیسے: ابرهم ــ سورۂ بقرہ کے اندر یہ اسم جہاں بھی آیا ہے اس میں دو قراءتیں ہیں: اِبۡرٰهَام (ابن عامر بخلفٍ عن ابن ذکوان) ابراهيم (باقی قرّا) رسم بالا میں دونوں قراءتوں کی گنجائش ہے: اِبۡرٰهم ۔ اِبۡرٰهم۔

حروف پر نقطے اور علامات و حرکات کی ایجاد بہت بعد میں ہوئی۔ عہد صحابہ میں جب

مصاحف کی تدوین و کتابت ہوئی یہ چیزیں نہ تھیں۔ قواعدِ رسم کو اسی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔

رسم ہمزہ کے احکام

ہر حرف کے لیے کوئی خاص صورت وضع ہوئی ہے مگر ہمزہ کے لیے کوئی اصلی صورت وضع نہ ہوئی۔ یہ کبھی الف، کبھی واو، کبھی یا کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگر ان صورتوں میں سے کسی صورت پر ہے تو کہتے ہیں کہ ہمزہ ثابت اور مرسوم ہے۔ اگر ان تینوں صورتوں میں سے کسی صورت پر نہیں تو کہتے ہیں کہ ہمزہ محذوف ہے۔

بعد میں خلیل ابن احمد نحوی فراہیدی (متوفی ۱۷۰ھ) نے ہمزہ کے لیے عین کا سرا (ء) وضع کیا جسے اب ہمزہ کی اصلی شکل سمجھا جاتا ہے۔ مگر پہلے اس کا وجود نہ تھا۔ اس لیے قواعد رسم میں ایسے ہمزہ کو ثابت نہیں بلکہ محذوف الرسم کہتے ہیں۔ ہاں! اگر الف، یا، واو کی صورت میں ہمزہ کا اثبات ہے اور اشتباہ رسمی سے بچانے کے لیے اوپر ہمزہ بنا دیا گیا ہے تو اس ہمزہ کو محذوف نہیں کہتے۔ جیسے سَأَلَ ، سُئِلَ ، سُؤْلٌ۔ پہلی مثال میں ہمزہ بصورت الف دوسری میں بصورتِ یا، تیسری میں بصورتِ واو ہے اور ہر ایک کے اوپر ہمزہ کی علامت، اصلی الف، واو، یا سے امتیاز کے لیے ہے۔

اب مصاحف میں چوں کہ اعراب اور حرکات و سکنات بھی ہوتے ہیں اس لیے ہمزہ بصورتِ الف پر عین کا سرا نہیں بناتے بلکہ الف سے امتیاز کے لیے یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ ہمزہ بصورتِ الف اگر متحرک ہے تو اس پر حرکت دے دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ الف نہیں اس لیے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ اس پر کوئی حرکت نہیں آسکتی۔

اور اگر ہمزہ بصورت الف، ساکن ہے تو اس پر جزم (ۡ) بنا دیتے ہیں اور الف اصلی ہے تو اسے جزم سے خالی رکھتے ہیں۔ جیسے:

① فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ (نمل س ۲۷ ت ۲۲)

فقال اور بما میں الف ہے اور جو متحرک بصورتِ الف ہیں وہ ہمزہ ہیں۔

② اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ (نمل س ۲۷ ت ۳۸)

بِعَرْشِهَا میں الف ہے باقی جو متحرک یا مجزوم بصورتِ الف ہیں وہ ہمزہ ہیں۔

اب عرب سے ایسے مصاحف شائع ہو رہے ہیں جن میں ہمزہ بصورتِ الف پر بھی علامت ہمزہ درج ہوتی ہے۔

اقسام ہمزہ بلحاظ رسم و محل

محل کے اعتبار سے ہمزہ کی تین قسمیں ہیں: ① مُبْتَدِئَہ ② مُتَوَسِّط ③ مُتَطَرِّفَہ۔

مبتدئہ: اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے شروع میں ہو۔ جیسے: اَلْحَمْدُ، اَحْمَدُ۔

متوسطہ: اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے بیچ میں ہو۔ حقیقۃً بیچ میں ہو جیسے: يُؤْمِنُوْنَ، یا حکماً یعنی

کسی کلمہ کے آخر کا ہمزہ جس کو مُتَطَرِّف کہتے ہیں، وہ کسی وجہ سے متوسط ہو گیا ہو جیسے اٰبَاؤُکُمْ۔ رسماً دونوں کا حکم ایک ہے۔

مگر ہمزۂ متوسطہ بزوائد جیسے لِاَھَبَ یہ ہمزۂ مبتدئہ کے حکم میں ہے۔

متطرِّفہ: اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو حقیقۃً کسی کلمہ کے آخر میں ہو جیسے جَاءَ، شَاءَ۔

قواعدِ رسم: اب رسم ہمزہ کے قواعد لکھے جاتے ہیں۔

ہمزہ دو طرح آتا ہے ساکن اور متحرک۔ ہمزۂ ساکنہ وسط میں اور طرف میں آتا ہے اور ہمزۂ متحرکہ ابتدا، وسط، طرف تینوں جگہ آتا ہے۔

ہمزۂ ساکنہ: اپنے ما قبل کی حرکت کے موافق حرف کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ یعنی (۱) فتحہ کے بعد بصورتِ الف (۲) کسرہ کے بعد بصورتِ یا (۳) ضمہ کے بعد بصورتِ واو۔

مثالیں:

(۱) متوسطہ بشکل الف جیسے البأس، الضأن، فی شأن، فی شأنھم۔
متطرفہ بشکل الف جیسے اِقْرَاْ، اِن یَّشَاْ، اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ۔
(۲) متوسطہ بشکل یا جیسے اَنْبِئْھُمْ، نَبِّئْنَا، جِئْتَ، جِئْنَا، شِئْتَ، شِئْنَا، لَمُلِئْتَ۔
متطرفہ بشکل یا جیسے نَبِّئْ، ھَیِّئْ، یُھَیِّئْ۔
(۳) متوسطہ بشکل واو جیسے اَلْمُؤْمِنُوْنَ، اَلْمُؤْتُوْنَ، یُؤْفَكُ، یُؤْفَكُوْنَ۔ تَسُؤْکُمْ۔
متطرفہ بشکل واو جیسے لُؤْلُؤْ، لَمْ یَسُؤْ، لِتَبُؤْ۔

استثنا: رُءْیا، الرُّءْیا، رُءْیَاكَ، رُءْیایَ اور رِءْیا میں ہمزہ محذوف الرسم ہے۔

ہمزۂ متحرکہ: اس سے متعلق مبتدئہ، متوسطہ، متطرفہ کے احکام الگ الگ لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ مبتدئہ: یہ الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے خواہ اس پر فتحہ ہو یا کسرہ یا ضمہ جیسے:

(۱) اَخَذَ، اَمَرَ، اَتی، اَحمد، اَیوب۔
(۲) اِبرھیم، اِسمعیل، اِسحق، اِلَّا، اِمَّا، اِذْ، اِذَا۔
(۳) اُنْزِل، اُمْلِی، اُولٰئِك، اُوْحِی۔

مبتدئہ سے قبل کوئی حرف آکر اس سے متصل ہو جائے تو بھی وہ الف ہی کی شکل میں مرسوم ہوگا۔

جیسے (۱) سَاَصْرِفُ - فَبِاَیِّ - اَفَاَنْت - بِاَنَّه - کَاَنَّه۔
(۲) بِاِیمان - لِاِیلٰف - لَبِاِمَامٍ۔
(۳) فَلِاُمِّه - سَاُنْزِل - لَاُقَطِّعَنَّ۔

استثنا: مگر(۱) هٰٓؤُلَآءِ، اور یَبْنَؤُمَّ (طٰہٰ س ۲۰ ت ۹۴) کا ہمزہ اپنی حرکت کے موافق واو کی شکل میں مرسوم ہے۔ان کی اصل یہ تھی : ھا أُولاءِ- یَاابنَ اُمَّ۔

(۲)اور درج ذیل کلمات میں بھی ہمزہ اپنی حرکت کے موافق یا کی شکل میں مرسوم ہے: لَئِنْ، لِئَلَّا ، یَومَئِذٍ، حینئِذٍ ۔(اصل: لَاِنْ- لِاَنْ لا- یومَ اِذْ- حِینَ اِذْ)

اگر کسی کلمہ کے شروع میں دوالف جمع ہوں(خواہ اصل میں دونوں ہمزہ ہوں، یا ایک ہمزہ ایک الف) تو ایک محذوف ہوگا۔اور ایک ہی مرسوم ہوگا جیسے ءَأَنْذَرْتَ، اٰمَنَ۔

لیکن درج ذیل کلمات میں (اصلاً دو ہمزہ بشکل الف ہیں) پہلا ہمزہ بشکل الف اور دوسرا اپنی حرکت کے موافق یا کی صورت میں مرسوم ہے۔

① أَئِنَّکم۔۴ جگہ، اصل: اَ اِنکم۔

(۱) أَئِنَّکم لتشھدون۔	انعام	س	۶	ت	۱۹
(۲) أَئِنَّکم لتاتون الرجال۔	نمل	س	۲۷	ت	۵۵
(۳) أَئِنَّکم لتاتون الرجال۔	عنکبوت	س	۲۹	ت	۲۹
(۴) أَئِنَّکم لتکفرون۔	حم سجدہ	س	۴۱	ت	۹

② أَئِنَّا۔۲ جگہ، اصل: اَ اِنَّا۔

(۱) أَئِنَّا لمخرجون۔	نمل	س	۲۷	ت	۶۷
(۲) أَئِنَّا لتارکوا اٰلھتنا۔	صافّات	س	۳۷	ت	۳۶

③ أَئِنَّ لَنا۔ایک جگہ- أَئِنَّ لَنا لَاَجْرا۔ شعرا س ۲۶ ت ۴۱۔ اصل: اَ اِنَّ۔

④ أَئِذا۔ایک جگہ- أَئِذا مِتنا وکنا ترابا۔ واقعہ س ۵۶ ت ۴۷۔ اصل: اَ اِذَا۔

⑤ أَئِنْ ذُکِّرْتُمْ۔یٰس،س۳۶،ت۱۹۔ اصل: اَ اِنْ۔

⑥ أَئِفْکًا اٰلِهَةً۔صافّات،س۳۷،ت۸۶۔ اصل: اَ اِفْکًا۔

⑦ أَئِمَّة کا ہمزۂ ثانیہ ہر جگہ بصورت یا مرسوم ہے۔(اس میں دوسرا ہمزہ مبتدئہ نہیں متوسطہ ہے۔مگر دو ہمزہ شروع میں ہیں اس لیے یہاں ذکر ہوا)

⑧ أَؤُنَبِّئُکم۔آل عمران، س۳، ت۱۵۔ میں دوسرا ہمزہ اپنی حرکت کے موافق واو کی شکل میں مرسوم ہے۔ اصل: اَ اُنَبِّئُکُمْ۔

مُتَوَسِّط: ہمزۂ متحرکہ متوسطہ کا ماقبل متحرک ہوگا یا ساکن،

اگر متحرک ہے تو ہمزہ اور ماقبل دونوں کی حرکتوں کا لحاظ کرتے ہوئے کل نو حالتیں ہوں گی۔ تین حالتوں میں ہمزہ اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف کی شکل میں ہوگا۔اور چھ حالتوں میں ہمزہ خود اپنی حرکت کے موافق حرف کی شکل میں ہوگا۔تفصیل آگے ہے:

شمار	ہمزہ	ما قبل ہمزہ	حکم	صورتِ رسم	مثال
۱	مفتوح	مفتوح	موافق خود	الف	سَاَلَ - رَاَيۡتُ
۲	مفتوح	مکسور	موافق ما قبل	یا	خَاطِئَہ - نَاشِئَہ
۳	مفتوح	مضموم	موافق ما قبل	واو	مُؤَجَّلا - بِسُؤَال
۴	مضموم	مفتوح	موافق خود	واو	لَؤُمَ - نَبَؤُكَ
۵	مضموم	مکسور	موافق ما قبل	ی	اُنَبِّئُكُمۡ - سَنُقۡرِئُكَ
۶	مضموم	مضموم	موافق خود	و	لُؤۡلُؤُكَ
۷	مکسور	مفتوح	"	ی	سَئِمَ
۸	مکسور	مکسور	"	ی	مُتَّكِئِيۡنَ
۹	مکسور	مضموم	"	ی	سُئِلَ

خلاصہ یہ کہ جب ہمزہ مفتوح اور اس کا ما قبل مکسور یا مضموم ہو تو ہمزہ اپنے ما قبل کی حرکت کے موافق ہو گا یعنی ما قبل مکسور ہو تو یا کی شکل میں، ما قبل مضموم ہو تو واو کی شکل میں ہو گا — اسی طرح جب ہمزہ مضموم اور اس کا ما قبل مکسور ہو تو ہمزہ اپنے ما قبل کی حرکت کے موافق یا کی شکل میں ہو گا۔

ان تین صورتوں (۲، ۳، ۵) کے علاوہ باقی چھ صورتوں میں ہمزہ اپنی حرکت کے موافق حرف کی شکل میں ہو گا۔

متوسطہ متحرکہ، ما قبل ساکن: اگر ہمزۂ متحرکہ متوسطہ کا ما قبل ساکن ہے۔ خواہ وہ حرف صحیح ہو یا حرف علت۔ تو ہمزہ محذوف الرسم ہو گا۔ ایسی جگہ ع کا سرا (ء) بنا دیا جاتا ہے۔ یہ متاخرین نے غلطی سے بچانے کے لیے کیا ہے۔

مثالیں: (۱) يَسۡـَٔلُ ـ يُسۡـَٔلُوۡنَ ـ لَا تَجۡـَٔرُوا ـ يَجۡـَٔرُوۡنَ ـ قُرۡءَان۔[1]

(۲) سَوۡءَةَ ـ شَيۡـًٔا ـ سِيۡـَٔتۡ ـ بَرِيۡـُٔوۡنَ ـ بَرِيۡـًٔا ـ هَنِيۡـًٔا مَّرِيۡـًٔا ـ

استثنا: مگر نَشۡأَةَ (عنکبوت س۲۹ ت ۲۰۔ نجم، س۵۳، ت۴۷۔ واقعہ س ۵۶، ت ۶۲) میں ہمزہ بشکل الف اور مَوۡئِلاً (کہف س۱۸، ت۵۸) میں بشکل یا مرسوم ہے۔

ہمزۂ متحرکہ، محذوف الرسم :

درج ذیل صورتوں میں ہمزۂ متحرکہ رسماً محذوف ہوتا ہے۔

① ہمزہ مفتوح ہو اور اس کے بعد الف ہو۔

جیسے: ءَامَنَ ـ ءَادَمَ ـ ءَازَرَ ـ شَنَـَٔان ـ اَنۡ تَبَوَّءَا ـ رَءَا ـ نَـَٔا ـ

(۱) یہاں اگر يَسۡأَلُ کی شکل ہوتی تو کہتے کہ ہمزہ بشکل الف ہے اور اگر ی کے بعد چار شوشے کے ساتھ يَسۡـَٔلُ کی شکل ہوتی تو کہتے ہمزہ بشکل یا ہے۔ اور اگر يَسۡؤُلُ کی شکل ہوتی تو کہتے کہ ہمزہ بشکل واو ہے۔ مگر يَسۡـَٔلُ (بعدِ یا تین شوشے) میں کہا جائے گا کہ ہمزہ محذوف ہے خواہ علامت ہمزہ (ء) بنی ہو یا نہ بنی ہو۔

رَءَاكَ۔ فَرَءَاهُ۔ قُرْءَان۔

(واضح رہے کہ یہ امام دانی کا موقف ہے۔ علامہ سخاوی کا موقف الگ ہے۔ تفصیل حذفِ الف کے بیان میں آرہی ہے)

لیکن اگر ہمزۂ مفتوحہ سے پہلے ضمہ ہو تو ہمزہ بصورت واو ہوگا جیسے سُؤَال، فُؤَاد اور اگر اس سے پہلے کسرہ ہو تو بصورتِ یا ہوگا جیسے رِئَاءً، ذِئَابٌ، لِئَام۔

② ہمزہ مکسور ہو اور اس کے بعد یا ہو:

جیسے: خٰسِئِيْنَ ۔ خٰطِئِيْنَ ۔ مُتَّكِئِيْنَ ۔ اِسْرَاءِيْلَ۔

③ ہمزہ مضموم ہو اور اس کے بعد واو ہو:

جیسے: يَؤُدُه ۔ يَئُوْسًا۔ لَيَئُوْسٌ ۔ فَادْرَءُوْا ۔ مُبَرَّءُوْنَ ۔ بِرُءُوْسِكُمْ ۔

④ ہمزہ مفتوح ہو اور اس سے پہلے الف ہو:

جیسے: اٰبَاءَنَا ۔ نِسَاءَنَا۔ مَاجَاءَنَا۔ اَبْنَاءَكم۔ نِسَاءَكُم - لَقَدْ جَاءَكُمْ۔

❀ اگر ہمزہ مضموم ہو اور اس سے پہلے الف ہو تو بصورتِ واو مرسوم ہوگا۔

جیسے: اٰبَاؤكم - اَبْنَاؤكم - اَوْلِيَاؤه -

❀ اگر ہمزہ مکسور ہو اور اس سے پہلے الف ہو تو بصورتِ یا مرسوم ہوگا۔

جیسے: إِلىٰ نِسائكُمْ - إِلىٰ اَوْلِيائكم - بِاٰبائنا -

استثنا: آخر کے دونوں قاعدوں سے کچھ استثنا ہے یا نہیں؟ اس کا ذکر آگے ہوگا۔

متطرّفہ: جو ہمزۂ متحرکہ طرف میں واقع ہو اس کا ما قبل متحرک ہوگا یا ساکن،

① اگر اس کا ما قبل متحرک ہو تو ہمزہ حرکتِ ما قبل کے موافق حرف کی صورت میں لکھا جائے گا، خود ہمزہ کی حرکت جو بھی ہو۔

مثالیں: بشکل الف (۱) بَدَاَ- اَنْشَاَ- (۲) مِنْ سَبَاٍ-بِنَبَاٍ- (۳) الملاُ-يُسْتَهْزَاُ-نَتَبَوَّاُ-

بشکل یا (۱) قُرِئَ- اُسْتُهْزِئَ-(۲) لِكُلِّ امْرِئٍ - مِنْ شَاطِئِ -(۳) يَسْتَهْزِئُ-يُبْدِئُ-تُبَوِّئُ-

بشکل واو (۱) اِنِ امْرُؤٌ- اللُّؤْلُؤُ-

② اگر ہمزہ کا ما قبل ساکن ہو، خواہ حرف صحیح ہو یا حرف مدولین، تو ہمزہ محذوف الرسم ہوگا۔

جیسے: (۱) الْخَبْءُ- بَيْنَ الْمَرءِ - دِفْءٌ- مِلْءُ الْاَرْضِ - جُزْءٌ-

(۲) شَيْءٌ- سَوْءٌ- الْمُسِيءُ- بَرِيْءٌ- قُرُوْءٌ- سُوْءٌ-

شَاءَ- جَاءَ- يَشَاءُ- الْمَاءُ- من الماءِ- مَاءٌ- سَوَاءٌ-

استثنا: دو جگہ ہمزۂ متطرفہ ماقبل ساکن بشکل الف مرسوم ہے۔

(١) اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِی - مائدہ س ٥ ت ٢٩

(٢) لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ - قصص س ٢٨ ت ٧٦

مذکورہ دونوں کلمات میں ہمزہ بشکل الف ہونا امام دانی کی رائے ہے، امام شاطبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ امام جزری ''لتنوءُا'' سے متعلق لکھتے ہیں کہ اس میں صورت ہمزہ محذوف ہے اور الف مرسومہ وہ الف زائد ہے جو جمع مذکر کے مشابہ کلمات مثلاً یعبؤا تفتؤا وغیرہ میں لکھا گیا ہے، وہ کہتے ہیں: یہی احتمال ان تبوءا میں بھی ہے۔ (النشر ص ٣٣٤)

ہمزۂ متوسطہ متحرکہ ماقبل متحرک: رسماً محذوف نہیں ہوتا۔ مگر امام ابو عمرو دانی فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ **اہل مدینہ و عراق** کے **اکثر مصاحف** میں الف جو ہمزہ کی رسمی شکل ہے درج ذیل کلمات میں بالاتفاق محذوف ہے''۔

١ - لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ جہاں بھی واقع ہو۔

٢ - وَاطْمَئَنُّوْا۔ یونس س ١٠ ت ٧

٣۔اشْمَئَزَّتْ قلوبُ الَّذِيْنَ۔ زمر، س ٣٩ ت ٤٥

٤۔امْتَلَئْتِ۔ ق، س ٥٠، ت ٣٠۔ (یہاں ہمزۂ ساکنہ ماقبل مفتوح ہے، قاعدے کے مطابق اسے الف کی صورت میں ہونا چاہیے۔)

''اور **بعض مصاحف** میں دیکھا کہ ان سب میں قیاس کے مطابق الف ثابت ہے'' یعنی لَاَمْلَاَنَّ- واطْمَاَنُّوْا- اشْمَاَزَّتْ- هَلِ امْتَلَاْتِ مرسوم ہے۔

''اطْمَاْنَنْتُمْ'' سورۂ نساء، (س ٤، ت ١٠٣) میں تمام مصاحف میں الف مرسوم ہے۔ اور ''فَادّٰرَءْتُمْ بقرہ (س ٢، ت ٧٢) میں ہمزہ کی رسمی شکل والا الف (جو '' تُمْ'' سے پہلے ہے) تمام مصاحف میں بالاتفاق محذوف ہے''۔ (المقنع لرسم مصاحف الامصار ص ٣٤)

ہمزۂ متوسطہ مضمومہ و مکسورہ بعد الف:

قاعدے کے تحت الف کے بعد ہمزۂ مضمومہ واو کی صورت میں اور ہمزۂ مکسورہ یا کی صورت میں ہوگا لیکن امام ابو عمرو دانی (متوفی ٤٤٤ھ) لکھتے ہیں:

'' کتاب ھجاء السنّۃ اور ہمارے قدیمی عامۂ مصاحف میں

١ - ''اِنْ اَوْلِيَاءُه'' انفال میں (س ٨ ت ٣٤)

۲ - اور ''جزاءہ'' یوسف میں (س ۱۲، آیت ۷۴، ۷۵) تینوں جگہ بغیر واو کے ہیں۔ اور انہی دونوں (کتاب ہجاء السنّہ ، ہمارے قدیمی عامۂ مصاحف) اور مصاحف اہلِ عراق میں (درج ذیل کلمات:)

۳ - اَوْلِیٰٓئُھُمْ	بقرہ	(س	۲	ت	۲۵۷	)
۴ - وقَالَ اَوْلِیٰٓئُھُمْ	انعام	(س	۶	ت	۱۲۸	)
۵ - اِلٰی اَوْلِیٰٓئِھِمْ	انعام	(س	۶	ت	۱۲۱	)
۶ - اِلٰی اَوْلِیٰٓئِکُم	احزاب	(س	۳۳	ت	۶	)
۷ - نَحْنُ اَوْلِیٰٓئُکُمْ	فصّلت	(س	۴۱	ت	۳۱	)

میں نہ الف ہے، نہ واو، نہ یا۔'' انتہیٰ۔

اس کے بعد اپنی سند کے ساتھ امام نافع سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

''قالوا فما جزاؤہ'' ''قالوا جزاؤہ.... فھو جزاؤہ'' سب میں واو ہے۔ یعنی رسم میں۔

میرے سامنے ''مقنع'' کے جو دو نسخے ہیں ان میں امام نافع سے مروی عبارت اِتنی ہی ہے۔ اس کے بعد امام دانی لکھتے ہیں: ''و ھذا الإسناد الصحیح یُو ذِنُ بإطلاق القیاس و یَرُدُّ صِحّة ما خرج عنه'' یہ سندِ صحیح آگاہی دے رہی ہے کہ قاعدہ عام ہے اور بعض کلمات کے استثنا کی بات صحیح نہیں۔ (المقنع ص ۴۵)

امام دانی سے سو سال متقدم امام ابو بکر محمد ابن قاسم انباری بغدادی متوفی ۳۲۸ھ کی دو عبارتوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ عام ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

① وكل ما كانت الهمزة فيه مرفوعةً و توسَّطت في الكلمة فهي مصوَّرة واوا مثل ''اِنْ اولیاؤه'' و ''جزاؤه'' و ''اولیاؤهم'' و ''جزاؤهم'' و ''اٰبَاؤهم'' و ''شفعاؤُنا'' و نظائره. (کتاب المقطوع و الموصول ص ۲۰، مطبوعہ ۱۴۰۱ھ رضالائبریری، رامپور)

② [و کل همزة أتت بعد ألف و اتصل بها ضمير ، فإن كانَتْ مكسورة صُوِّرت ياءً و إن] كانت مضمومة صورت واوا.

فالمكسورة نحو: ''من اٰبَآئِهم'' و ''نِسَآئِهم'' و ''اولیائهم'' و ''اَرجائها'' وما أشبه ذلك. والمضمومة نحو: ''جزاؤهم'' و۔ ''اٰبَاؤهم'' و۔ ''اولیاؤه'' و۔ ''احباؤه'' ''و۔ ''ابناؤكم'' و شبهه حيث وقع. (کتاب المقطوع و الموصول ص ۴۰-۴۱، مطبوعہ ۱۴۰۱ھ رضالائبریری، رامپور)

شروع کی عبارت بین القوسین مخطوطہ میں نہ تھی، ناشر نے المقنع سے لے کر شامل کی ہے، جیسا کہ حاشیے میں اظہار کیا ہے۔

ہمزہ بشکل واو کے غیر قیاسی مقامات

درج ذیل کلمات میں ہمزہ بصورت واو مرسوم ہے اور واو کے بعد ایک الف زائد کا اثبات ہے۔

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۱	ابراھیم	۱۴	نَبَؤُا الذین	۹
۲	ص	۳۸	نَبَؤُا الخَصۡم	۲۱
۳	ص	۳۸	نَبَؤٌا عظیم	۶۷
۴	تغابن	۶۴	نَبَؤُا الذین	۵
جہاں بھی نَبَأٌ رفعی حالت میں ہے واو کے ساتھ نبؤ ہے غیر حالتِ رفع میں الف کے ساتھ نبا ہے۔ (مقنع)				
۵	یوسف	۱۲	تَفۡتَؤُا	۸۵
۶	نحل	۱۶	یَتَفَیَّؤُا	۴۸
۷	طٰہٰ	۲۰	اَتَوَکَّؤُا	۱۸
۸	طٰہٰ	۲۰	لَا تَظۡمَؤُا	۱۱۹
۹	نور	۲۴	وَیَدۡرَؤُا	۸
۱۰	فرقان	۲۵	قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا	۷۷
۱۱	جہاں بھی ہو		یَبۡدَؤُا الخلقَ	
۱۲	زخرف	۴۳	اَوَ مَنۡ یُّنَشَّؤُا	۱۸
۱۳	قیامہ	۷۵	یُنَبَّؤُا الانسان	۱۳
۱۴	-	-	المَلَؤُا	
	مومنون	۲۳	فقال الملؤا	۲۴
	نمل	۲۷	یٰاَیھا المَلَؤُا اِنّی	۲۹
			یٰاَیھا الملؤا اَفۡتُونی	۳۲
			یٰاَیُّھا الملؤا اَیُّکم	۳۸
یہ کلمہ ان مقامات کے ماسوا میں بغیر واو کے ''ملا'' الف کے ساتھ ہے				

شمار	سورہ	نمبر	کلمات	آیت
۱۵			جزٰؤُا	
	مائدہ	۵	وذٰلك جزٰؤُا الظٰلمین	۲۹
		۵	اِنّما جَزٰؤُا الذین	۳۳
	زمر	۳۹	جَزٰؤُا المُحسنین	۳۴
	شوری	۴۲	وجزٰؤُا سَیِّئَةٍ	۴۰
	حشر	۵۹	وذلك جزٰؤُا الظلمین	۱۷
	طٰہٰ	۲۰	جَزٰؤُا من تزکّی (مختلف فیہ)	۷۶
۱۶			شُرَکٰؤُا	
	انعام	۶	فیکم شُرَکٰؤُا	۹۴
	شوری	۴۲	ام لھُمۡ شُرَکٰؤُا	۲۱
۱۷			اَنۡبٰؤُا	
	انعام	۶	فسوف یاتیھم اَنۡبٰؤُا	۵
	شعرا	۲۶	فسیاتیھم اَنۡبٰؤُا	۶
۱۸			عُلَمٰؤُا	
	شعرا	۲۶	عُلَمٰؤُا بنی اِسراءیل	۱۹۷
	فاطر	۳۵	من عبادہ العُلَمٰؤُا	۲۸
۱۹			الضُّعَفٰؤُا	
	ابراھیم	۱۴	فقالَ الضُّعَفٰؤُا	۲۱
	مومن	۴۰	فَیقولُ الضُّعَفٰؤُا	۴۷
۲۰	ھود	۱۱	فِیۡ اَمۡوالِنا ما نَشٰؤُا	۸۷
۲۱	مومن	۴۰	وما دُعٰؤُا الکٰفرین	۵۰
۲۲	روم	۳۰	من شرکآئھم شُفَعٰؤُا	۱۳
۲۳	صافات	۳۷	البلٰؤُا المبین	۱۰۶
۲۴	دخان	۴۴	بَلٰؤٌا مُّبین	۳۳
۲۵	ممتحنہ	۶۰	اِنَّا بُرَءٰؤُا منکم	۴
۲۶	آل عمران	۳	قل اَؤُنَبِّئُکُمۡ	۱۵

۱ تا ۲۵ ہمزہ بشکل واو آخر میں ہے تو صیغۂ جمع (لقُوا، دَعَوۡا، نَسُوا وغیرہ) سے صورۃً مشابہت کے باعث الف زائد بھی ہے۔ ۲۶ میں ہمزہ مبتدئہ ہے جو بجائے الف کے واو کی شکل میں ہے۔

مذکورہ کلمات کے مشابہ دیگر کلمات میں ہمزہ بشکل واو نہیں۔ مثلاً :

ويُسْتَهْزَأُبِها	- نساء	س	۴	ت	۱۴۰
ظَمَاٌ	- توبہ	س	۹	ت	۱۲۰
يَتَبَوَّأُمِنْها	- یوسف	س	۱۲	ت	۵۶
نَتَبَوَّأُمِنَ الجَنَّةِ	- زمر	س	۳۹	ت	۷۴

(المقنع، ص۶۱تا۶۵)

حذف الف کے مقامات

نوٹ: الف کے حذف واثبات کے بیان میں کچھ اُس ہمزہ کا بھی ذکر شامل ہوگا جو الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

رسم قرآن کریم میں درج ذیل اقسام ومقامات کے الف محذوف ہیں:

① ''یا'' ندائیہ کا الف۔ جیسے: يٰأَيُّهاالناس - يٰـنُوح - يٰـرَبِّ ۔

② ''ھا'' برائے تنبیہ کا الف۔ جیسے: هٰذا - هٰذٰن- هٰاَنْتُم - هٰؤُلاءِ۔

③ تثنیہ مرفوع کا الف اسم میں ہو یا فعل میں، بشرطے کہ طرف میں واقع نہ ہو۔

جیسے: وامْرَاَتٰن - رَجُلٰن - لسٰحِرٰنِ - مايُعَلِّمٰن - يَحْكُمٰن - اَضلّٰنا - تُرزَقٰنِه

مگر ''بما قَدَّمَتْ يَدَاكِ'' کا الف ثابت رہے گا۔ سورۂ رحمن میں فباى اٰلاء ربّكما تكذِّبٰن میں تكذبٰن کے الفِ تثنیہ کے حذف واثبات میں اختلاف ہے۔[1]

④ ضمیر جمع متکلم کا الف، جب کوئی اور ضمیر اس سے متصل ہو۔

جیسے: اَنْجَيْنٰكُم - اٰتَيْنٰكُمْ - مَكَّنّٰهُمْ - عَلَّمْنٰهُ - اَرْسَلْنٰكَ - فَرَشْنٰها۔

⑤ جمع مذکر سالم کا الف حذف ہوگا۔

جیسے: اَلْعٰلَمِيْنَ - الصّٰبِرِيْنَ - الكٰفِرون - الخٰسِرُوْنَ - اسی طرح الشّيٰطِين کا الف بھی محذوف ہوگا۔

استثنا: لیکن اگر الف کے بعد ہمزہ یا حرف مشدّد آئے تو الف ثابت رہے گا۔

جیسے: السَّائلِيْنَ - القَائمِيْنَ - الظَّآنِّيْن - الضَّآلِّيْنَ - حَافِّيْنَ - العَادِّيْنَ۔

مستثنیٰ: (۱) قَوْمٌ طَاغُوْنَ - ذاریات - س ۵۱، ت ۵۳ - طور - س ۵۲، ت ۳۲۔

(۲) كِرَامًا كَاتِبِيْنَ - انفطار - س ۸۲، ت ۱۱۔

---

(۱) قال الداني : و في الرحمن كتبوا في بعض المصاحف ''فبأي اٰلاء ربكما تكذّبان'' بالألف، و في بعضها ''تكذبٰن'' بغير ألف من أول السورة إلى آخرها. انتهى.

و تابعه الشاطبي و السخاوي. و قال صاحب الخزانة : في بعض المصاحف بحذف ألف التثنية للاختصار ، وفي بعضها بإثباتها على الأصل، و الأُولى اَولى؛ لكونه موافقا للضابطة . اھ . (نثر المرجان في رسم نظم القرآن . ج۷ ص ١٤٢)

ان دونوں کلمات (طاغون۔ کاتبین) کا الف ثابت رہے گا۔

(۶) جمع مؤنث سالم کا الف محذوف ہوگا۔ جیسے: المُسلِمٰت - المُؤمِنٰت - ظُلُمٰت - کَلِمٰت۔

(۷) جمع مؤنث سالم میں اگر دو الف جمع ہوں تو دونوں حذف ہوں گے۔ جیسے: الصّٰلِحٰت (اصل: الصالحات) - النّٰزِعٰت - الصّٰفّٰت - الصّٰئِمٰت - سٰئِحٰت - اٰیٰت - سَمٰوٰت۔

مستثنیٰ: ا- رَوْضَاتُ الجَنّٰات (سورۂ شوریٰ س ۴۲، ت ۲۲) میں دونوں کلموں کا الف قبل تا ثابت رہے گا۔ (مقنع ص ۳۱)[1]

۲- اٰیٰتنا کا الف جو بعد یا ہے، دو جگہ مرسوم ہے۔

(۱) اٰیاتُنا بَیِّنٰتٍ۔ یونس، س ۱۰ ت ۱۵۔ (۲) مَکْرٌ فی اٰیاتنا (س ۱۰، ت ۲۱)

۳- سَمٰوٰت کا الف جو بعد واو ہے ایک جگہ مرسوم ہے: سَبْعَ سَمٰوات (فُصِّلَتْ۔ س ۴۱، ت ۱۲) البتہ الف بعد میم ہر جگہ محذوف ہے۔

(۸) تین سے زیادہ حروف پر مشتمل کثیر الاستعمال اسماے عجمیہ کا درمیانی الف محذوف ہوتا ہے۔

جیسے: ابرٰهیم - اسمٰعیل - اسحٰق - هٰرُون - لقمٰن - سُلَیْمٰن۔

اسی طرح عمرٰن - صٰلح - مٰلك - غیر عجمی اسما کا الف کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہوتا ہے۔

طالوت - جالوت - یاجوج - ماجوج اور ان کے مثل قلیل الاستعمال اسما کا الف مرسوم ہوتا ہے۔

هاروت - ماروت - قارون - کا الف اکثر مصاحف میں مرسوم ہے۔

داود کا الف بالاتفاق مرسوم ہے چوں کہ اس اسم کا ایک واو محذوف رہتا ہے۔ اسی طرح اسراءیل کا الف اکثر مصاحف میں مرسوم ہے، چوں کہ اس کلمہ کی ایک ''ی'' جو ہمزہ کی رسمی شکل ہے۔ (اسرائیل) محذوف ہوتی ہے۔

هٰامٰن کا الف بعد میم بالاتفاق محذوف ہے، اس لیے اس کا الف بعد ''ہ'' ثابت ہے۔

(۹) وہ الف جو دو لام کے درمیان ہو، محذوف ہوتا ہے:

جیسے الضّلٰل - فی ظِلٰل - الضلٰلة - حلٰل - اغلٰل - سُلٰلة۔

(۱۰) الف بعد لام درج ذیل کلمات میں محذوف ہوتا ہے۔

الغُلٰم - غلٰم - بِغلٰم - غلٰما - غُلٰمَیْن - سَلٰسل - بَلٰغ - البلٰغ - بلٰغا - خِلٰفك - خلٰف رسول

---

[1] مقنع کی عبارت یہ ہے: قال محمد بن عيسى الأصبهاني في كتابه في هجاء المصاحف ''قوم طاغون'' في و الذاريات والطور، و ''يلق أثاما'' في الفرقان، وفي ''روضات الجنات'' في عسق، و في النبأ ''ولا كذّابا'' الستّ كلم مرسومة بالألف . قال أبو عمرو: و كذا رأيتها أنا في مصاحف أهل العراق-اه- چھ کلمے روضات اور جنات دونوں کو شمار کرنے کے بعد ہی پورے ہوں گے۔ مگر امام سیوطی نے اتقان میں استثنا کے تحت صرف ''روضات'' کو شمار کیا ہے..... وإلا ''روضات'' فی الشوریٰ (اتقان ۴/ ۱۴۸)

اسی سے صاحب نثر المرجان نے جنات میں حذف کو ترجیح دی ہے اور مقنع کی عبارت میں ''الست کلم مرسومہ'' کی جگہ ''آنست مرسومہ'' نقل کیا ہے۔ (نثر المرجان ج ۶، ص ۳۵۸)

اللّٰه - خلٰئف - اُلٰف (جمع الف) - الخلّٰق - سلٰم - السلٰم - سلٰما - الملٰئكة - ملٰئكة - ملٰئكته - اِلٰه - اِلٰهه - اِلٰهكم - الٰهنا۔

اسی طرح اللّٰعنون - من اللّٰعبين - اللّٰتَ (والعُزّٰى) - الّٰتى - الّٰٓئِ - مُلٰقُوا - ملٰقوه - فملٰقيه - يلٰقوا - میں، یہ سب جہاں بھی واقع ہوں۔ اسی طرح کلمۂ اللّٰه، اللّٰهم کا الف بعد لام، ہر جگہ محذوف ہے۔

⑪ درج ذیل کلمات کا الف بھی محذوف ہوتا ہے۔

۱ - ذٰلك - ذٰلكم - ذٰلكن - اولٰئك - اُولٰئكم۔

۲- لٰكنْ - لٰكنَّ - لٰكنَّه - لٰكنّى - وغیرہ۔

۳- اسم ''الرحمٰن'' جہاں بھی ہو۔

۴- کلمۂ سبحٰن - سبحٰنك - سُبحٰنه - مگر ایک جگہ اکثر مصاحف میں ثابت ہے: قُلْ سُبْحانَ رَبّى (اِسرا، س ۱۷، ت ۹۳)

۵- الف بعد عین ''تعٰلى، فتعٰلى'' اور عالم میں، جیسے عٰلم الغيب۔ اور الف بعد قاف ''بِقٰدِرٍ'' میں۔

۶- الف بعد با ''تبٰرك'' میں، اسی طرح بٰرك اور اس کی فروع مُبٰرك، مُبٰركة وغیرہ میں۔

۷- الف بعد یا ''القِيٰمَة'' میں۔ الف بعد ضاد مضٰعَفة اور يُضٰعَف معروف و مجہول میں جہاں بھی ہوں۔

۸- الف بعد طا ''الشيطٰن، اور سُلطٰن'' میں، جہاں بھی ہوں۔

۹- الف بعد سین ''المسٰجد - مسٰجد - المسٰكين - مسٰكين - مسٰكن میں جہاں بھی ہوں۔[1]

---

[1] امام عمرو دانی نے المقنع میں یہی کلمات دیے ہیں اور کچھ کلمات ذکر کیے ہیں جو متفرقات کے تحت بیان ہوں گے مگر علامہ سیوطی کی عبارت یہ ہے ''و من كل جمع على ''مفاعل'' ''أو شبهه'' نحو المسٰجد و مسٰكن، و اليتٰمى، و النصٰرىٰ، و المسٰكين، و الخبٰئث، و الملٰئكة، و الثانية من ''خطٰينا'' كيف وقع'' (اتقان ٤: ١٤٨)

صاحبِ نثر المرجان نے اس کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر جمع منتہی الجموع کے صیغے سے الف حذف ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ کل نو۹ اوزان ہیں: ۱- مَفاعل ۲- فَواعل ۳- اَفاعل ۴- فَعالِل ۵- فَعائِل (۲ تا ۵ وزن عروضی کے لحاظ سے مفاعِلُ کے مشابہ ہیں) ۶- مفاعیل ۷- فواعیل ۸- افاعیل ۹- فعالیل۔ (یہ چار، مفاعِلُ کے وزن پر نہیں مگر جمع منتہی الجموع ہونے میں اس کے مشابہ ہیں) علامہ جزری نے اپنے مصحف میں ان سبھی اوزان سے الف حذف کیا ہے اور وہ ثقہ امام ہیں۔ پھر اپنی طرف سے صاحب نثر نے اس کی کچھ توجیہ اور اس توجیہ پر اپنے استاذ بحر العلوم فرنگی محلی رحمہ اللہ کی تحسین کا تذکرہ کیا ہے۔ (ج ۱ ص ۳۵ تا ۳۷)

وہ لکھتے ہیں:

اعلم أن حذف الألف من صيغ منتهى الجموع كلها ، كما فعله الجزري و ضبطه السيوطي، متحتم؛ لأن الألف توجب انقطاع الكلمة عما بعدها، لأنها من حروف التمييز كما تقدم، و الألف في صيغ منتهى الجموع تقع ثالثة، و أقلّ بناء الاسم و الفعل على ثلاثة أحرف، فيوهم أنها كلمة مستقلّة ، و كلما تمت الكلمة جاز الوقف عليها.

على أنهم قد أطبقوا على جواز الوقف على ما رُسم مقطوعا في المصاحف العثمانية، كما أنه يجوز الوقف على لامِ ''مالِ'' في قوله تعالى : ''مالِ هذا الرسول'' لرسم اللام مقطوعة عن ''هذا'' في الإمام ، فإثبات الألف في الصيغ المذكورة يوهم جواز الوقف على الألف، والوقف في أثناء الكلمة غير جائز=

۱۰-اسماے عدد ''ثلٰث - ثلٰثة - ثمٰنية - ثمٰنی حِجج - ثمٰنين'' میں۔ اسی طرح ثُلٰث، رُبٰع میں۔ یہ سب کلمات جہاں بھی ہوں۔ مگر عدد ترتیبی مثلاً رابعہم، سادسہم، ثامنہم میں رسم الف پر اتفاق ہے۔

۱۱-الف بعد حا ''اَصحٰب'' میں۔ جیسے اصحٰب الجنة - اصحٰب النار۔ اسی طرح الف بعد ہا اَنہٰر میں نکرہ ہو یا معرفہ۔ [۱]

۱۲-الف بعد صاد و تا ''نصٰری - يتٰمی'' میں جہاں بھی آئیں۔

۱۳-الف بعد یا ''الريٰح'' میں مگر ایک جگہ ثابت ہے: روم س ۳۰ ت ۴۶۔

۱۴-الف بعد لام ''الْئٰنَ'' میں۔ مگر ایک جگہ مرسوم ہے: فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الاٰنَ۔ سورۂ جن س ۷۲، ت ۹۔

۱۵- ''ما'' استفہامیہ پر جب حرف جر داخل ہو تو اس کا الف محذوف ہوگا۔ ایسا جہاں بھی واقع ہو۔ قرآن میں یہ پانچ حروف جارہ کے ساتھ آیا ہے: عَمَّ، فِيْمَ، بِمَ، لِمَ، مِمَّ۔

جیسے (۱) عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ (۲) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا، (۳) بِمَ يَرْجِعُ المرسلون (۴) لِمَ تقولونَ ما لاتفعلون۔ (۵) مِمَّ خُلِقَ۔

اسی طرح اِلاَمَ، عَلاَمَ، حَتّامَ مگر قرآن میں اِلیٰ، عَلیٰ حتّٰی کے ساتھ ''ما'' استفہامیہ نہیں آیا۔

۱۶- ''تُرٰبا'' میں الف بعد را تین جگہ محذوف ہے: (۱) اِذَاكُنّاتُرٰبا۔ رعد، س ۱۳، ت ۵۔ (۲) اذا كناتُرٰبا وّ اٰباؤنا۔ نمل، س ۲۷، ت ۶۷۔ (۳) يٰلَيْتَنِى كُنْتُ تُرٰبا۔ نبا، س ۷۸، ت ۴۰۔ ان کے علاوہ جگہوں میں یہ الف مرسوم ہے۔

۱۷- '' كتاب'' کا الف بعد تا ہر جگہ محذوف ہے صرف چار جگہ مرسوم ہے۔

(۱) لِكُلِّ اَجلٍ كتاب۔ رعد، س ۱۳، ت ۳۸ (۲) اِلَّا وَلَهَا كتابٌ مَّعْلُوْم۔ حجر، س ۱۵، ت ۴

(۳) مِنْ كِتابِ ربِّك۔ کہف س ۱۸، ت ۲۷ (۳) تلك اٰيٰتُ الْقُرْاٰن و كتابٍ مُّبِيْن۔ نمل س ۲۷، ت ۱۔

۱۸- اَيُّهَا کا آخری الف تین جگہ محذوف ہے: (دیگر مقامات میں مرسوم)۔

=بالإجماع، فلا جرم تحذف الألف منها لدفع هذا الوهم.

هذا ما سَنَحَ لي حين تحرير المقام فعرضته على الأستاذ النحرير ملك العلماء مولانا عبد العلي محمد رحمه الله رحمة الأبرار فحسّنه تحسينا بليغًا. والله الموفق. (نثر المرجان ج۱ ص ۳۷)

[۱] نثر المرجان میں ہے:

❶ ''اَفعال'' کے وزن پر جمع کے یہ چند کلمات امام دانی و شاطبیؒ نے ذکر کیے ہیں، جن کا دوسرا الف رسم قرآنی میں محذوف ہے.

(۱) اصحٰب - الأصحٰب (۲) اَنہٰر - الأنہٰر (۳) اَغلٰل - الاَغلٰل (۴) اٰلٰف (جمع اَلْف)

مگر مصحف جزری میں اس کے ہم وزن سبھی کلمات میں دوسرا الف محذوف ہے۔ جیسے ابصٰر - اَنْدٰد - الانصٰر - الاوبٰر - الاشعٰر وغیرہ۔ مگر جس کلمۂ جمع میں الف کے بعد ہمزہ پاتا ہے اُس میں دوسرا الف محذوف نہیں،

جیسے: (۱) الابناء - الاَسماء۔ (۲) الاموات - اشتاتا۔ (ج ۱ ص ۳۸)

❷ اسی طرح ''خَلّٰق'' صیغۂ مبالغہ بفتح خا و تشدید لام۔ قرآن میں جہاں بھی ہے، اس کا الف بعد لام باجماع علماے رسم محذوف ہے۔ اس کے ہم وزن دیگر کلمات جیسے خوّان، جبّار، صبّار، کفّار کا الف مرسوم ہے۔ مگر مصحف جزری میں اکثر مقامات پر محذوف ہے۔

(نثر المرجان ۱/ ۳۸)

(۱) اَیُّہَ المومنون۔ نور، س ۲۴، ت ۳۱ (۲) یٰاَیُّہَ السّٰحِر۔ زخرف، س ۴۳، ت ۴۹ (۳) اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ۔ رحمٰن س ۵۵، ت ۳۱۔

۱۹- ساحر کا الف ہر جگہ محذوف ہے (سٰحِر) صرف ایک جگہ مرسوم ہے: اِلَّا قَالُوا ساحر۔ ذاریات س ۵۱، ت ۵۲۔

۲۰- ''قُرْءانا'' کا الف بعد ہمزہ دو جگہ محذوف ہے۔

(۱) اِنَّآ اَنزلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا۔ یوسف، س ۱۲، ت ۲ (۲) اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا۔ زخرف، س ۴۳، ت ۳۔

۲۱- میعاد کا الف ایک جگہ۔ انفال س ۸، ت ۴۲ ''فِی المِیْعٰدِ''۔ میں محذوف ہے۔ باقی ہر جگہ مرسوم۔

۲۲- اَصْحٰبُ لْـَٔیْکَۃِ سورۂ شعرا (س ۲۶ ت ۱۷۶) اور سورۂ ص (س ۳۸ ت ۱۳) میں اس طرح مرسوم ہے کہ ''الایکۃ'' میں نہ لام سے پہلے الف ہے نہ بعد میں۔ اور سورۂ حجر (س ۱۵ ت ۷۸) اور سورۂ ق (س ۵۰ ت ۱۴) میں۔ لام کے قبل و بعد الف مرسوم ہے ''الْاَیْکۃ''۔

۲۳- تَرَاءَ الْجَمْعٰنِ شعرا (س ۲۶ ت ۶۱) وَنَـٰا بجانبہ۔ (اسرا، س ۱۷، ت ۸۳ - فُصّلت، س ۴۱، ت ۵۱) میں ایک ہی الف مرسوم ہے، دوسرا محذوف ہے۔ اس لیے کہ ان کلمات کی اصل رسم یہ ہے: تَرَاءَیٰ - نَاَیٰ - دوسرا الف ی سے بدلا ہوا ہے اس لیے اس کی جگہ ی لکھی جاتی ہے۔ مذکورہ کلمات میں نہ دوسرا الف مرسوم ہے۔ نہ اس کی اصل ''ی''۔

۲۴- ''رَاَی'' قرآن میں جہاں بھی آیا ہے ایک ہی الف سے مرسوم ہے۔ لام کلمہ کی جگہ جو الف بشکل یا ہوتا ہے وہ نہیں لکھا جاتا، خواہ اس کے بعد ساکن آیا ہو یا متحرک۔

جیسے: رَاٰ کوکبا - رَاٰ اَیْدِیَہم - فلَمَّا رَاٰہ - فلمَّا رَاَ القَمَرَ - رَاَ الشَّمْسَ۔

استثنا: مگر سورۂ نجم کے دو مقام مستثنیٰ ہیں۔ (۱) ماکذب الفؤاد ما رٰای (س ۵۳، ت ۱۱)۔ (۲) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہٖ (س ۵۳، ت ۱۸)

اسی طرح سورۂ روم (س ۳۰، ت ۱۰) میں ہے ''اَساءُوْا السُّوْ ای''۔ سُوْأی، فُعلی کے وزن پر ہے۔ لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہے، اس کے بعد الف بصورتِ یا مرسوم ہے۔

⑫ منصوب منوّن الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جیسے علیمًا حکیمًا، اس طرح ''ماءًا'' ہونا چاہیے، مگر ایسے تمام کلمات جن کے آخر میں ہمزہ اور اس کے ما قبل الف ہے، ان کا آخری الف جو تنوین کی جگہ آتا ہے، محذوف ہوتا ہے۔

جیسے ماءً - غُثَاءً - جُفَاءً - سَوَاءً - نِسَاءً۔

⑬ جو ہمزہ طرف میں واقع ہے اور اس کا ما قبل مفتوح ہے تو حسب قاعدہ اسے بشکل الف مرسوم ہونا چاہیے اب اگر وہ منصوب منوّن ہو تو ایک الف نصب بھی چاہیے جیسے خَطَأً ا، اسی

طرح اگر اس کے بعد الف ''تثنیہ ہو تو بھی دو الف جمع ہوں گے جیسے اَنْ تَبَوَّآ ا ، مگر دونوں صورتوں میں صرف ایک الف لکھا جائے گا اور ایک الف کتابت میں محذوف ہو گا تا کہ اجتماع مثلین نہ ہو۔ کون سا الف محذوف ہو گا؟ وہ جو ہمزہ کی رسمی شکل ہے یا الف نصب والف تثنیہ؟ امام ابو عمرو دانی کے نزدیک الف نصب یا الف تثنیہ ثابت رہے گا اور اس سے پہلے والا ہمزہ محذوف ہو گا تو ان کے قول پر درج ذیل کلمات اس طرح مرسوم ہوں گے: خَطَـًٔا - مَلْجَـًٔا - مُتَّکَـًٔا - اَنْ تَبَوَّءَا لقومِکما۔

علامہ ابو الحسن علی بن محمد سخاوی (صاحب الوسیلہ شرح العقیلہ، ولادت ۵۵۸ھ - وفات ۶۴۳ھ) کا مختار یہ ہے کہ الف نصب والف تثنیہ حذف ہو گا، اس لیے کہ وہ طرف میں واقع ہے اور طرف محل تغیر ہوتا ہے۔ اور ہمزہ جزو کلمہ ہے تو وہ اثبات کا زیادہ مستحق ہے۔ صاحب نثر المرجان نے دونوں حضرات کے موقف پر کلام کے بعد علامہ سخاوی کے قول کو اس بنا پر ترجیح دی ہے کہ امام جزری کے مصحف میں اسی طرح مرسوم ہے۔ اس قول پر مذکورہ کلمات اس طرح مرسوم ہوں گے:

خَطَاً - مَلْجَاً - مُتَّکَاً - اَنْ تَبَوَّاٰ لِقومِکما. (نثر المرجان ۱/ ۶۴۳)

مگر ماءً، ملجأً دونوں قسم کے کلمات پر علیمًا حکیمًا کی طرح وقف الف کے ساتھ ہو گا اور ''ماءا'' ''ملجَئا'' پڑھا جائے گا۔

فائدہ: - آخر میں تاے مدوّرہ والا کلمہ جب منصوب منوّن ہو تو وہاں بھی الف مرسوم نہ ہو گا اور بحالتِ وقف ۃ کی جگہ ہ ادا کی جائے گی۔ جیسے رَحْمَةً، نِعْمَةً کو رَحْمَہْ، نِعْمَہْ پڑھا جائے گا۔ بلکہ ایسے کلمہ پر جب بھی وقف ہو گا تو ۃ کی جگہ ہ ادا ہو گی خواہ اس کلمہ پر تنوین ہو یا نہ ہو، اور خواہ اس پر فتحہ ہو یا کسرہ یا ضمہ۔

❁ جہاں نون تاکید خفیفہ بصورت الف مرسوم ہے۔ لَیَکُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ (س ۱۲، ت ۳۲) لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَة (س ۹۶ ت ۱۵) ان پر بھی وقف الف کے ساتھ ہو گا۔

⑭ واو جمع کے بعد بعض کلمات میں الف زائد محذوف ہے۔ وہ کلمات درج ذیل ہیں:

۱- جاءُوْ ۲- بَآءُوْ جہاں بھی آئیں۔ ۳- فَاِنْ فاءُوْ - بقرہ س ۲، ت ۲۲۶۔

۴- وَعَتَوْ عُتُوًّا۔ فرقان۔ س ۲۵ ت ۲۱

۵- وَالَّذِینَ سَعَوْ فِی اٰیٰتِنَا۔ سبا۔ س ۳۴ ت ۵

۶- وَالَّذِین تَبَوَّءُوْ الدَّارَ۔ حشر۔ س ۵۹ ت ۹

دوسرے تمام مقامات میں واو جمع کے بعد الفِ زائد مرسوم ہے جیسے اٰمنوا - کفروا - نَسُوْا اللہ وغیرہ۔

⑮ کبھی دو الف جمع ہو جاتے ہیں مثلاً ''اَقْرَرْتُمْ''، جس کے شروع میں ہمزۂ مبتدئہ بصورت الف ہے، اس پر ہمزۂ استفہام داخل ہو تو ''ءَاَقْرَرْتُمْ'' ہو گا اور دو الف جمع ہوں گے۔

اسی طرح ''اٰمِنَ'' کے اسم فاعل ''اٰ امِنٌ'' بروزن فاعلٌ میں دو الف ہوں گے پہلا اصلی، دوسرا زائد۔ اور ''اٰ امَنَ'' فعل ماضی بروزن اَکْرَمَ میں دو الف ہوں گے پہلا قطعی، زائد۔ دوسرا ہمزۂ اصلی سے بدلا ہوا۔

اسی طرح ''اِلٰه'' بروزنِ فِعال کی جمع ''اٰ الهة'' بروزنِ ''اَفْعِلَة'' میں دو الف ہیں، پہلا زائد، دوسرا ہمزۂ اصلی سے بدلا ہوا — اب اگر اس پر ہمزۂ استفہام داخل ہو تو اٰ اٰالهة ہو گا اور تین الف جمع ہوں گے۔

ان سب صورتوں میں ایک ہی الف مرسوم ہو گا:

❀ دو الف ہوں تو ایک جو مرسوم ہو گا، وہ کون ہو گا؟ پہلا یا دوسرا؟ اس میں تفصیل ہے ۔

اگر پہلا ہمزہ برائے استفہام نہ ہو تو امام سخاوی (ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الصمد شافعی صاحب جمال القراء، و وسیلہ شرح عقیلۂ شاطبیؒ ۵۵۸ھ - ۶۴۳ھ) کا مختار یہ ہے کہ پہلا الف مرسوم ہو گا، دوسرا حذف ہو گا۔ دیارِ ہند میں اسی پر عمل ہے کیوں کہ اس میں اختصار ہے۔

امام ابو عمرو دانی فرماتے ہیں: میرے نزدیک دوسرا ثابت رہے گا۔ مثلاً ''اٰالهة'' میں ''ء الهة'' اور اٰلهة'' دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول امام دانی کی پسندیدہ ہے۔ دوم امام سخاوی کے یہاں مختار اور دیارِ ہند میں معمول بہ ہے۔

پہلا اگر ہمزۂ استفہام ہو تو کون ثابت رہے گا؟ فرّاء، ثعلب اور ابنِ کیسان کا قول ہے کہ ہمزۂ استفہام ثابت رہے گا، اس لیے کہ اس کی حاجت ہے۔ امام کسائی اور اہل مصاحف کا قول ہے کہ ہمزۂ اصلیہ ثابت رہے گا۔ اس کو امام دانی نے ''اَوْجَه'' (زیادہ وجیہ اور بہتر) بتایا۔ صاحب نثر المرجان کہتے ہیں: یہی زیادہ قرین قیاس ہے، اس لیے کہ ہمزۂ استفہام بکثرت حذف ہوتا رہتا ہے تو اسی کو حذف کرنا زیادہ مناسب ہے۔

مثلاً اٰاَقْررتم میں دو صورتیں ہیں: (۱) ءَاَقررتم (۲) اَءَقررتم۔ اول اوجہ، اَقیس اور مختار ہے۔

❀ اگر شروع میں تین الف ہوں جن میں پہلا ہمزۂ استفہام ہو تو تین شکلیں ہوں گی۔

(۱) ءَءَالهه (۲) اَءٰلهة (۳) ءَاٰلهة۔ اول امام دانی کی مختار ہے۔ دوم فرّا، ثعلب اور ابن کیسان کے مطابق ہے۔ سوم امام سخاوی کے مطابق اور دیارِ ہند میں معمول بہ ہے۔

مثالیں:

(١) ءَأَنذرتَہم - ءَ أقْررتم - ءاَشْفَقْتُم - ءَإِلٰه مع اللّٰه - ءَإذَامِتْنا - ءَأُنزِلَ علیه۔
(٢) ءامَنُوْا - ءامَنَ - ءادَمُ - ءاخر - ءازَر - ءامِّیْنَ - ءاسِن۔(مختار امام دانی)
یا اٰمَنُوْا - اٰمَنَ - اٰدَمُ - اٰخَر - اٰزَر - اٰمِّیْنَ - اٰسِنٌ۔(مختار امام سخاوی)
(٣) ءَاٰلِھتُنا خیر (زخرف س٤٣ ت٥٨)

⑯ جس کلمہ میں اختلافِ قراءت ہو اور ایک قراءت پر اثباتِ الف ہو، دوسری پر حذفِ الف، وہاں بھی الف محذوف الرسم ہوگا۔ مثلاً ایک قراءت میں وَاعَدْنَا ہے دوسری میں وَعَدْنَا، اور امام حفص کی قراءت وَاعَدْنا ہے تو حذف کے ساتھ وٰعَدْنا لکھا جائے گا۔ یُضٰعِف اور یُضَعِّفُ دو قراءتیں ہیں۔ امام حفص کی قراءت اول ہے تو رسم یوں ہوگی ''یُضٰعِفُ'' اگر حرکت و اعراب نہ لگائیں تو ''یضعف''۔ قراءتیں جاننے والا اسے دونوں طرح پڑھ سکتا ہے۔
⑰ بہت سے دیگر کلمات جن میں الف محذوف ہے مگر وہ قواعد بالا کے تحت نہ آئے۔

امام ابو عمرو دانی نے اپنی کتاب ''المقنع في رسم مَصَاحف الامصار'' میں مختلف عنوانات کے تحت مصاحف میں رسمِ قرآنی کا حال بڑی تحقیق و تفصیل سے لکھا ہے۔ ان بیانات سے میں نے وہ کلمات جمع کیے جو ضوابط کی شکل میں یہاں مذکور نہ ہوئے۔ ان کی فہرست اگلے صفحات میں دی جا رہی ہے۔ بہت سے مقامات پر علامہ شہاب الدین احمد بن محمد دِمیاطی متوفی ١١١٧ھ کی کتاب ''إتحافُ فُضَلاءِ البَشَر فی القراءاتِ الاربعة عشر'' سے بھی مدد لی گئی ہے۔

اُن کلمات کو فہرست سے کم کر دیا ہے جو امام حفص کی قراءت پر موافق قیاس مرسوم ہیں مگر کسی اور قراءت کے تحت ان کی رسم غیر قیاسی ہے۔ اب تمام مصاحف امام عاصم کی قراءت بروایت امام حفص کے مطابق لکھے جاتے ہیں اور روایت حفص کے طلبہ دیگر قراءتوں سے آشنا نہیں ہوتے، اس لیے دیگر قراءتوں کے لحاظ سے رسم کا بیان ان کے لیے پریشانی کا سبب ہو سکتا ہے۔

—

حذف الف کے متفرق مقامات

جو قواعد کے تحت نہ آئے

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۱	فاتحہ	۱	مٰلِك يوم الدين	۳
۲	بقرہ	۲	يخٰدعون الله	۹
۳	بقرہ	۲	وإذْ وٰعدنا	۵۱
۴	بقرہ	۲	خطٰيٰكم	۵۸
۵	بقرہ	۲	تشٰبَهَ	۷۰
۶	بقرہ	۲	فادّٰرءتم (الف بعد دال ورا)	۷۲
۷	بقرہ	۲	وٰعدنا	۵۱
۸	بقرہ	۲	تَظٰهرون	۸۵
۹	بقرہ	۲	أُسٰرٰى	۸۵
۱۰	بقرہ	۲	تُفٰدوهم	۸۵
۱۱	بقرہ	۲	ميكٰلَ	۹۸
۱۲	بقرہ	۲	عٰهدوا	۱۰۰
۱۳	بقرہ	۲	لا تُقٰتِلُوهم	۱۹۱
۱۴	بقرہ	۲	حتى يُقٰتِلوكم	۱۹۱
۱۵	بقرہ	۲	فان قٰتَلُوكم	۱۹۱
۱۶	بقرہ	۲	وقٰتِلُوهم	۱۹۳
۱۷	بقرہ	۲	فَرِهٰنٌ	۲۸۳
۱۸	آل عمران	۳	وقٰتَلُوا وقُتِلُوا	۱۹۵
۱۹	آل عمران	۳	مٰلكَ الملك	۲۶
۲۰	نساء	۴	ذُرِّيّةً ضِعٰفا	۹
۲۱	نساء	۴	اَوْ لٰمستم النِّساء	۴۳
۲۲	نساء	۴	فَلَقٰتَلُوكم	۹۰
۲۳	نساء	۴	مُرٰغَمًا كثيرًا	۱۰۰
۲۴	نساء	۴	اِلَّا اِنٰـثا	۱۱۷
۲۵	نساء	۴	يُخٰدِعون الله	۱۴۲
۲۶	مائدہ	۵	قلوبَهم قٰسية	۱۳
۲۷	مائدہ	۵	بٰلغَ الكعبة	۹۵
۲۸	مائدہ	۵	قِيٰمًا للناس	۹۷
۲۹	انعام	۶	ولا طٰئِرٍ يَّطِيْرُ	۳۸
۳۰	انعام	۶	فٰلِقُ الحَبِّ بعض مصاحف میں فٰلق ہے بعض میں فالق (مقنع)	۹۵
۳۱	انعام	۶	اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْها	۱۲۳
۳۲	اعراف	۷	اِنّما طٰئِرُهُم	۱۳۱
۳۳	اعراف	۷	وبٰطِلٌ ما كَانُوا يَعْمَلُونَ	۱۳۹
۳۴	اعراف	۷	ووٰعدنا مُوْسٰى	۱۴۲
۳۵	اعراف	۷	عَلَيْهِمُ الخَبٰئِثَ	۱۵۷
۳۶	اعراف	۷	مَسَّهُمْ طٰئِفٌ	۲۰۱
۳۷	هود	۱۱	وبٰطِلٌ ما كَانُوا يَعْمَلُونَ	۱۶
۳۸	یوسف	۱۲	غَيٰبَتِ الجُبِّ	۱۰ و ۱۵
۳۹	یوسف	۱۲	لِفِتْيٰـنِـه	۶۲
۴۰	یوسف	۱۲	خير حٰفظا	۶۴
۴۱	رعد	۱۳	وسيعلم الكُفّٰرُ	۴۲
۴۲	ابراہیم	۱۴	بِاَيّٰىمِ اللهِ (بعض میں ہے) بعض میں بِاَیّام اللہ ہے (مقنع)	۵
۴۳	بنی اسرائیل	۱۷	طٰئِرَه فِي عُنقه	۱۳
۴۴	بنی اسرائیل	۱۷	اَوْكِلٰـهُمَا	۲۳
۴۵	کہف	۱۸	تَزٰوَرُ	۱۷
۴۶	کہف	۱۸	فَلَا تُصٰحِبْنِى	۷۶

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۴۷	کہف	۱۸	لَتَّخَذۡتَ	۷۷
۴۸	مریم	۱۹	تُسٰقِطۡ	۲۵
۴۹	طٰہٰ	۲۰	لاتخٰفُ دَرَکًا	۷۷
۵۰	طٰہٰ	۲۰	ووٰعَدۡنٰکم	۸۰
۵۱	انبیا	۲۱	قٰـل رَبی	۴ و ۱۱۲
۵۲	انبیا	۲۱	جُذٰذًا	۵۸
۵۳	انبیا	۲۱	تَعۡمَلُ الۡخَبٰئِثَ	۷۴
۵۴	انبیا	۲۱	کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ	۹۰
۵۵	انبیا	۲۱	حَرٰمٌ علی قَرۡیَۃٍ	۹۵
۵۶	حج	۲۲	سُکٰرٰی	۲
۵۷	حج	۲۲	بِسُکٰرٰی	۲
۵۸	حج	۲۲	یُدٰفِع	۳۸
۵۹	حج	۲۲	یُقٰتَلُوۡنَ	۳۹
۶۰	حج	۲۲	مُعٰجِزِیۡنَ	۵۱
۶۱	مومنون	۲۳	المضغَۃَ عِظٰمًا	۱۴
۶۲	مومنون	۲۳	فکَسَوۡنَا العِظٰمَ	۱۴
۶۳	مومنون	۲۳	سٰمِرًا تَہۡجُرُوۡنَ	۶۷
۶۴	مومنون	۲۳	قٰلَ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ	۱۱۲
۶۵	مومنون	۲۳	قٰـل اِنۡ لَبِثۡتُمۡ	۱۱۴
۶۶	فرقان	۲۵	فِیۡھَا سِرٰجًا	۶۱
۶۷	نمل	۲۷	فنٰظِرۃ (بعض میں ناظرۃ)	۳۵
۶۸	نمل	۲۷	طٰئِرُکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہ	۴۷
۶۹	نمل	۲۷	بَلِ ادّٰرَکَ	۶۶
۷۰	قصص	۲۸	فٰرِغًا	۱۰
۷۱	لقمان	۳۱	فِصٰلہ	۱۴
۷۲	احزاب	۳۳	تُظٰہِرُوۡنَ	۴
۷۳	سبا	۳۴	نُجٰزِیۡ	۱۷
۷۴	سبا	۳۴	رَبَّنَا بٰعِدۡ	۱۹
۷۵	صافات	۳۷	فَھُمۡ علی اٰثٰرِھِمۡ	۷۰
۷۶	زُمر	۳۹	مَنۡ ھو کٰذِبٌ	۳
۷۷	زُمر	۳۹	لِلۡقٰسِیَۃِ قلوبھم	۲۲
۷۸	شوریٰ	۴۲	کَبٰئِرَ الۡاثم	۳۷
۷۹	احقاف	۴۶	اَثٰرَۃٍ مِن عِلۡم	۴
۸۰	احقاف	۴۶	اِحۡسٰنا	۱۵
۸۱	فتح	۴۸	بِمَا عٰھَدَ علیہ	۱۰
۸۲	نجم	۵۳	کَبٰئِرَ الۡاثم	۳۲
۸۳	واقعہ	۵۶	بِمَوٰقِعِ النجوم	۷۵
۸۴	مجادلہ	۵۸	یُظٰہِرُوۡنَ	۲
۸۵	مجادلہ	۵۸	یُظٰہِرُوۡنَ	۳
۸۶	تحریم	۶۶	وَاِنۡ تَظٰھَرَا علیہ	۴
۸۷	قلم	۶۸	لولا اَنۡ تَدٰرَکَہ	۴۹
۸۸	معارج	۷۰	بِرَبِّ المَشٰرِق	۴۰
۸۹	معارج	۷۰	والمَغٰرِب	۴۰
۹۰	انسان	۷۶	عٰلِیَھُمۡ	۲۱
۹۱	مرسلات	۷۷	جِمٰلَتٌ	۳۳
۹۲	نبا	۷۸	الارضَ مِھٰدًا	۶
۹۳	نبا	۷۸	وَلَا کِذّٰبًا	۳۵
۹۴	مطفّفین	۸۳	خِتٰمُہ مِسۡکٌ	۲۶
۹۵	فجر	۸۹	فی عِبٰدِیۡ	۲۹

اثباتِ الف کے مقامات

بعض مقامات پر الف کا تلفظ نہیں ہوتا مگر کتابت میں ثبت ہوتا ہے اسی کو اثبات الف کہتے ہیں۔ جیسے واو جمع کے بعد ایک الف لکھا جاتا ہے، اس کا کہیں تلفظ نہیں ہوتا محض کتابت میں آتا ہے جیسے فَعَلُوْا - قالوا - اشْتَرَوْا - اَساءُوا وغیرہ۔

اثبات الف کے مقامات یہ ہیں:

① اگر واو جمع کے بعد ضمیر نہ ہو تو اس کے بعد الف ہر جگہ مرسوم ہوگا سوائے چند مقامات کے جن کا بیان گزرا (جاءو - باءو جہاں بھی ہوں، اور - فَاءُوْ (س ۲، ت ۲۲۶)
عَتَوْ - (س۲۵ ت ۲۱) سَعَوْ - (س ۳۴ ت ۵) تَبَوَّءُوْ (س ۵۹، ت ۹)

② واو اصلیہ جو - يَدْعُو، تَدْعُو، اَدْعُو، نَدعُو - اور ان کے مثل کلمات کے آخر میں واقع ہے، اس کے بعد بھی الف مرسوم ہے۔ جیسے تدعوا، تَرْجُوا، فلاَيَرْبُوْا، وليَرْبُوْا، إِنَّمَا اَشْكُوْا، اَدْعُوا، لِيَبْلُوَا، أن يَّعْفُوَا، لَنْ نَدعُوَا۔
مگر ایک جگہ الف محذوف ہے: عَسَى اللهُ اَن يَّعْفُوَعَنْهُمْ (نساء - س ۴، ت ۹۹)

③ واو علامت رفع کے بعد، جب کہ نون جمع یا کوئی ضمیر اس سے متصل نہ ہو۔

مثالیں: (۱) أُولُوْ کے بعد الف زائد مرسوم ہے، جہاں بھی ہو۔ جیسے اولوا الالباب - اولوا العلم - اولُوا بَقيّة۔

(۲) بَنُوا اِسراءِيْل (یونس س ۱۰ ت ۹۰)

(۳) مُلٰقُوا ربهم (بقرہ س ۲ ت ۴۶) - (ہود س ۱۱ ت ۲۹) - مُلٰقوا الله (بقرہ ۲ ت ۲۴۹) - مرسلوا النّاقَة (قمر، س ۵۴ ت ۲۷) کاشفوا العذاب (دخان، س ۴۴ ت ۱۵)
اور اس طرح کے کلمات۔

(۴) مائة اور مائتين جہاں بھی واقع ہوں ان میں میم کے بعد الف زائد مرسوم ہے۔ مگر فِئَة اور فِئَتين بلا الف مرسوم ہیں۔

(۵) واوِ "الربوا" کے بعد، قرآن میں جہاں بھی ہو۔

(۶) جہاں بھی ہمزۂ متطرفہ بشکل واو مرسوم ہے اس کے بعد الف زائد مرقوم ہے۔ جیسے اِنِ امْرُؤٌا هلك (نساء س ۴ ت ۱۷۶) يَعْبَؤُا - تَفْتَؤُا - لَاتَظْمَؤُا - يَبْدَؤُا - الضُّعَفٰؤُا - اِنَّا بُرَءٰؤُا - الْعُلَمٰٓؤُا - بَلٰؤٌا - البلٰؤُا - جَزٰؤُا۔ (مائدہ ۵ ت ۲۹ ت ۳۳۔ طٰہٰ س ۲۰ ت ۷۶۔ زمر س ۳۹ ت ۳۴۔ شوریٰ س ۴۲ ت ۴۰۔ حشر س ۵۹ ت ۱۷) چھ مقامات میں۔

(۷) "شیء" ہر جگہ بغیر الف ہے، صرف ولا تقولن لِشَایْءٍ (کہف س ۱۸ ت ۲۳) میں الف زائد کے ساتھ مرسوم ہے۔

(۸) چار مقامات میں ''لا'' کا الف زائد مرسوم ہے:

① لَاْ اِلَی اللّٰہِ۔(آل عمران س۳ ت۱۵۸) ② لَاْ اَوْضَعُوْا۔(توبہ س۹ ت۴۷) ③ لَاْ اَذْبَحَنَّہٗ۔ (نمل س۲۷ ت۲۱) ④ لَاْ اِلَی الْجَحِیْمِ۔(صٰفّٰت، س۳۷ ت۶۸)

(۹) مَلَاْئِہٖ - مَلَاْئِھِمْ جہاں بھی ہو۔

⑩ کچھ کلمات متفرقہ کے آخر میں اثبات:

① لکنا ھو اللہ۔ کہف س ۱۸ ت ۳۸۔اسی طرح انا ضمیر کا آخری الف جو وصل میں نہیں پڑھا جاتا اور اس پر وقف ہو تو پڑھا جاتا ہے۔

② الظنونا۔	احزاب	س	۳۳	ت	۱۰
③ الرسولا۔	احزاب	س	۳۳	ت	۶۶
④ السبیلا-۔	احزاب	س	۳۳	ت	۶۷
⑤ سلٰسلا-	دہر	س	۷۶	ت	۴
⑥ قواریرا قواریرا۔	دہر	س	۷۶	ت	۱۶،۱۵

اول میں اثبات بالاتفاق، ثانی میں مصاحف اہلِ حجاز و کوفہ میں باثبات۔

⑦ ''ولؤلؤا''-حج-س ۲۲ ت ۲۳- بالاتفاق۔ فاطر-س ۳۵ ت ۳۳- باختلاف۔
مصحف مدنی میں اثبات-بروایتے، مصحفِ کوفی میں بھی اثبات۔

⑧ ثمودا -ہود-س ۱۱ ت ۶۸ —— فرقان-س ۲۵ ت ۳۸۔
عنکبوت-س ۲۹ ت ۳۸ —— نجم-س ۵۳ ت ۵۱۔

⑨ جِایْءَ -زمر-س ۳۹ ت ۶۹- فجر، س ۸۹ ت ۲۳ (اس کا ذکر عقیلۃ شاطبیؒ میں ہے۔اور اتحاف للدمیاطی میں ہے کہ مصحف اندلسیین میں جیم اور یا کے درمیان الف زائد کا اثبات ہے۔ واعتمادھم فیہا علی المصحف المدنی العام۔ ص ۴۸۳-و-۵۸۴)

الف وصل: یعنی ہمزۂ وصل جو الف کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہمزۂ وصل دو طرح کا ہے:

ایک ہمزۂ وصل مفتوح جو ''ال'' تعریفیہ میں ہوتا ہے۔ دوسرا ہمزۂ وصل مکسور یا مضموم جو فعل امر یا فعل ماضی کے شروع میں آتا ہے۔ یہ ما قبل سے وصل کے وقت قراءت میں نہیں آتا۔ مگر کتابت میں بالاتفاق ثبت ہوتا ہے۔ پانچ مقامات مستثنیٰ ہیں، ان میں وہ کتابت میں بھی نہیں آتا۔ وہ مقامات درج ذیل ہیں:

① تسمیہ جو سورتوں کے شروع میں ہوتی ہے۔ اور سورۂ نمل آیت ۳۰ میں ہے۔ اسی طرح

بِسْمِ اللهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ۔ (ہود س۱۱ ت ۴۱) بلا الف ہے۔ ''باسم ربك'' ''باسم ربك العظيم''، وغیرہ میں ہمزہ بصورت الف بالاتفاق ثبت ہے۔

② ہمزۂ وصل مکسور جب اس پر ہمزۂ استفہام داخل ہو۔

جیسے: قُلْ اَتَّخَذْتُمْ۔(بقرہ، س۲، ت۸۰) اَسْتَكْبَرْتَ(ص، س۳۸، ت۷۵) اَفْتَرٰى(سبا، س۳۴، ت۸)

اگر ہمزۂ وصل مفتوح پر ہمزۂ استفہام داخل ہو تو کون ثابت ہو گا کون محذوف؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام دانی کے نزدیک اَوْجَہ یہ ہے کہ ہمزۂ وصل ثابت رہے گا، ہمزۂ استفہام محذوف الرسم ہو گا۔

جیسے: قُلْ ءَ الذّٰكرين (انعام، س۶ ت ۱۴۳- ۱۴۴) ءَاللّٰهُ اَذِنَ لكم (یونس، س۱۰ ت ۵۹) ءَالله خير (نمل س۲۷ ت۵۹)

③ ہمزۂ اصلی ساکن پر جب واو یا فا داخل ہو تو ہمزۂ وصل کتابت میں نہ آئے گا۔

جیسے سورۂ بقرہ میں فأتوابسورة (ت۲۳) و أتوا البيوت (ت۱۸۹) فأتُوا حَرْثَكم (ت۲۲۳) فأتِ بها (ت۲۵۸) سورۂ یوسف س ۱۲ ت ۹۳۔ اور سورۂ نمل س۲۷ ت ۳۱ میں وَأتونی سورۂ طلاق میں وأتمِروا بينكم (س۶۵ ت۶)

اگر ثُمَّ یا اور کوئی کلمۂ منفصل آئے تو ہمزہ ثابت رہے گا جیسے ثمَّ ائْتُوا (طہٰ س۲۰ ت۶۴) قالَ ائْتُونی۔ (یوسف س۱۲ ت۵۹) الذی اؤْتُمِنَ (بقرہ ۲۸۳)

④ سأل یسأل کے فعل امر پر جب واو یا فا آئے۔

جیسے وَسْـَٔلِ القرية (س۱۲، ت۸۲) فَسْـَٔلْ بَنِیٓ اِسْرَاءِيل (س۱۷، ت۱۰۱) فَسْـَٔلُوْهم (س۲۱، ت۶۳)

⑤ جب لام تعریف پر لام تاکید یا لام جارہ داخل ہو۔

جیسے لَلَّذِی ببكة - للدَّارُ الْاٰخرة - لِلّٰهِ الاسماءُ - لِلَّذِينَ اتَّقَوْا۔

⑥ کلمۂ ابن و ابنة قرآن میں جہاں بھی ہیں ان میں الف وصل کا اثبات ہے۔

جیسے: عيسى ابن مريم - مريم ابنتَ عِمْرٰن (س۶۶ ت ۱۲) يَبْنَؤُمَّ مستثنیٰ ہے۔

چند فوائد متفرقہ

① نون خفیفہ بصورت الف لکھنے پر مصاحف کا اتفاق ہے۔ یہ دو جگہ ہے:

۱- وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ - يوسف (س ۱۲ ت ۳۲)

۲- لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَة - علق (س ۹۶ ت ۱۵)

② ''اِذَنْ'' کا نون ہر جگہ بشکل الف مرسوم ہے۔

جیسے: وإذًا لا يلبثون - فإذًا لا يُؤْتُونَ الناس - وإذًا لَاَذَقْنٰكَ - قد ضَلَلْتُ إذًا۔

③ ''کَاَیِّ'' جہاں بھی آیا ہے اس کی تنوین بشکل نون مرسوم ہے ''کَاَیِّنْ''۔

④ درج ذیل کلمات تلفظ کے مطابق، الف سے مرسوم ہیں:

(الف) العذاب - العقاب - الحساب - الغفّار - الجبّار - الساعة - النهار -

سورۂ مومنون (س ۲۳ ت ۷۲) میں - فَخَرَاجُ ربّك - یہ تمام مصاحف میں الف سے ہے۔ مقنع میں ہے: وكتبوا ''فخراج ربّك'' فی جميع المصاحف بالالف (ص ۹۹)

(ب) اسی طرح جو بھی کلمات فَعَال - فِعَال (بفتح فاو کسر فا) کے وزن پر ہوں۔

(ج) یا فاعِل کے وزن پر ہوں۔ جیسے ظالم - کاتب - شاهد - مارِد - شارِب - طارِد۔

(د) یا فَعَّال کے وزن پر ہوں۔ جیسے خَوّان - خَتّار - صَبّار - کَفّار۔

(ہ) یا فُعْلان کے وزن پر ہوں۔ جیسے بُنْیان - طُغیان - کُفْران - قُرْبان - خُسْران - عُدْوان۔

(و) یا فِعْلان کے وزن پر ہوں۔ جیسے صِنْوان - قِنْوان۔

(ز) یا مِفْعَال کے وزن پر ہوں۔ جیسے میعاد - میقات - میراث۔

(ح) اسی طرح ان کے مشابہ کلمات جن کے وزن میں الف زائد ہے یا ی، یا واو سے بدلا ہوا ہے۔

نوٹ: ان سب اوزان سے وہ کلمات مستثنیٰ ہیں جن سے متعلق حذفِ الف کی صراحت موجود ہے۔ [۱]

(۱) یہ امام ابو عمرو دانی کی تصریح ہے مگر نثر المرجان میں ان اوزان پر آنے والے بہت سے کلمات کو مصحف جزری میں بحذف الف لکھا ہے۔ نثر المرجان میں کہیں کہیں اس پر کچھ کلام بھی کیا ہے۔ یہاں ابتداے سورۂ بقرہ سے چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

۱. غِشٰوة۔ (بروزن فِعالة) آیت ۷:
بإثبات الألف بعد الشين عند الأكثر، و حذفها البعض قاله صاحب الخلاصة، وحذفها الجزري أيضًا في مصحفه۔الخ۔(۱/۱۰۶)

۲. فی طغیانهم۔ (بروزن فُعلان) آیت ۱۵:
نص الداني على إثباتها و الجزري حذفها في مصحفه. (۱/۱۱۱)

۳. تجارتهم۔ (بروزن فِعالة) آیت 16:
إن الجزري حذفها في مصحفه ولم أجد له وجها ۔(نثر، ۱/۱۱۲)

۴. فی اٰذانهم۔ (جمع، بروزن أفعال) آیت ۱۹:
أما الألف بعد الذال فحذفها الجزري في مصحفه ولم أجد ذلك في كتب الرسم۔(نثر، ۱/۱۱۳)

۵. فراشا۔ (بروزن فِعال) آیت ۲۲:
حذفها الجزري في مصحفه، و أشار إلى الاختلاف برسم الألف صفراء۔ (۱/۱۱۶)

۶. الحجارة۔ (جمع بروزن فِعالة) ت ۲۴ : رسمها الجزري بحذف الألف. (۱/۱۱۹)

۷. متشابها۔ (بروزن متفاعل) ت ۲۵:
بإثبات الألف بعد الشين المعجمة في أكثر المصاحف ، و حذفها الجزري في مصحفه۔(۱/۱۲۱)

۸. ازواج۔ (جمع بروزن أفعال) ت ۲۵:
بإثبات الألف بين الواو و الجيم في أكثر المصاحف ، والجزري حذفها، ولا يذهب عليك أنه يحذف الألف في كل جمع على وزن ''أفعال'' مثل الابصار، والأذان ، والانداد، لعله قاس على ''الانهٰر'' فإن الألف=

⑤یہ دو کلمے بھی الف سے مرسوم ہیں: ۱- تَتْرًا (س۲۳ ت۴۴)۔ ۲-کلتا-"کلتا الجنتین"۔ کہف (س۱۸، ت۳۳)۔ (المقنع ص ۵۰ -۵۱)

الف کی جگہ واو

بعض کلمات میں اصل کی طرف اشارہ کرنے اور تفخیم کے لیے الف کی جگہ واو لکھا گیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

①چار کلمات: ۱-الصلوة ۲-الزکوة ۳-الحیوة ۴-الربو جہاں بھی ہوں۔(تفصیل آگے دی جارہی ہے)

② بِالغدٰوةِ (انعام س ۶ ت ۵۲- کہف، س۱۸، ت۲۸)

③ کمشکوة (نور س ۲۴ ت ۳۵)

④ النّجٰوة (مومن س ۴۰ ت ۴۱)

⑤ وَمَنٰوةَ (نجم س ۵۳ ت ۲۰)

❀ الصلوة ، الزکوة ، الحیوة ، الربوٰا میں تفصیل یہ ہے کہ ان کی چار حالتیں ہیں:

اول: یہ معرّف باللام ہوں، کسی ضمیر کی طرف مضاف نہ ہوں۔

اِس صورت میں یہ واو سے **الصلوة** ، **الزکوة** ، **الحیوة** ، **الربوٰا**۔ مرسوم ہوں گے۔

دوم: یہ کسی اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں۔

= فيه محذوف ، أو وجدها هكذا في المصاحف القديمة ، والله أعلم بالصواب۔(۱/۱۲۱)

۹. ميثاقِه۔(بروزن مِفعال) ت۲۷:
بإثبات الألف بعد الثاء المثلثة كما نص عليه الداني حيث عده فيما أثبتت فيه الألف التي زيدت للبناء، ولكن الجزري حذفها في مصحفه۔(۱/۱۲۳)

۱۰. جاعلٌ۔(بروزن فاعل) ت۳۰ :
بإثبات الألف بعد الجيم في أكثر المصاحف إلا أن الجزري حذفها ولم أقف على وجهه۔ (۱/۱۲۵)

۱۱. متاعٌ۔(بروزن فَعال) ت36 : حذفها في مصحفه ولم أقف على وجهه۔(۱/۱۳۲)

۱۲. بالباطل۔(بروزن فاعل) ت۴۲:
بإثبات الألف بعد الباء على الأكثر و حذفها الجزري في مصحفه، ولا أعرف له وجها، على أن الداني ضبط إثبات الألف فيما هو على وزن فاعل لأنها زيدت للبناء، و أما الحمل على قوله "و بطل ما كانوا يعملون" فغير موجّه، لأن الداني والشاطبي جعلاه مما حذف ألفه للاختصار، و حصراه في سورة الأعراف وهود، و تبعهما السيوطي ، و ذكره فيما لم يدخل حذف ألفه تحت ضابطة كما ستعرف هناك إن شاء الله تعالى، و القياس لا يسوغ في رسم المصحف۔(۱/۱۳۸)

۱۳. شَفاعة۔(بروزن فَعالة) ت۴۸:
بإثبات الألف بعد الفاء في الأكثر و حذفها الجزري في مصحفه، ولم أقف على وجهه۔(۱/۱۴۱)

۱۴. الفرقانَ۔(بروزن فُعلان) ت۵۳:
الألف بعد القاف ثابتة في أكثر المصاحف كما نص عليه الداني، لكن حذفه الجزري في مصحفه۔(۱/۱۴۴)

۱۵. باتخاذكم۔(بروزن افتعال) ت۵۴:
أما الألف بعد الخاء ، فإثباته أكثر، و قيل بحذفها كذا في الخزانة و الخلاصة ، و حذفها الجزري في مصحفه۔(۱/۱۴۵)

یہ حالت صرف کلمۂ صلوۃ میں پائی جاتی ہے، وہی اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو کر قرآن میں آیا ہے، باقی تینوں کلمات قرآن میں اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو کر نہ آئے۔ صلوۃ جب اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو تو واو سے مرسوم ہوگا جیسے صلوۃ العشاء۔

سوم: یہ نکرہ ہوں۔ اس صورت میں حیوۃ ، زکوۃ واو سے مرسوم ہوں گے۔ ربا نکرہ کو امام دانی نے مختلف فیہ بتایا ہے یعنی بعض مصاحف میں یہ الف سے، بعض میں واو سے مرسوم ہے۔
''صلوۃ'' قرآن میں بصورت نکرہ نہ آیا۔

چہارم: یہ کسی ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔
زکوۃ اور ربٰو قرآن میں مضاف ہو کر نہ آئے۔ صلوۃ اور حیوۃ ضمیر کی طرف مضاف ہو کر آئے ہیں۔
اِس صورت میں یہ الف سے مرسوم ہوں گے۔ جیسے صلاته - صلاتي - صلاتك - حياتنا - حياتكم - حياتي -

مگر: (۱) ان صلوتك سكن لهم. (توبہ۔ س۹ ت ۱۰۳) (۲) اصلوتك تأمرك (ہود۔ س ۱۱ ت ۸۷) میں صلوۃ ضمیر کی طرف اضافت کے باوجود واو سے مرسوم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں صلوۃ اور صلوات واحد و جمع دونوں قراء تیں ہیں۔ اور رسم قرآنی جمع کے لحاظ سے ہے۔

نکرہ کی مثالیں:

① زكٰوةً (کہف س ۱۸ ت ۸۱۔ مریم۔ س۱۹ ت ۱۳)
② مِنْ زكٰوةٍ (روم س ۳۰ ت ۳۹)
③ على حَيٰوةٍ (بقرہ س ۲ ت ۹۶)
④ حيٰوةً طَيِّبَةً (نحل س ۱۶ ت ۹۷)
⑤ لا حيٰوة (فرقان س ۲۵ ت ۳)

مضاف بضمیر کی مثالیں:

۱- وما كان صلاتهم - على صلاتهم - عن صلاتهم - (ضمیر جمع غائب کی جانب اضافت کے ساتھ) جہاں بھی واقع ہوں۔
۲- قل اِنَّ صَلاتي۔ (انعام س ۶ ت ۱۶۲)
۳- لَا تَجْهَرْ بصلاتِكَ۔ (بنی اسرائیل س ۱۷ ت ۱۱۰)
۴- صلاتَه وتسبيحَه۔ (نور س ۲۴ ت ۴۱)
۵- حياتنا الدنيا۔ جہاں بھی ہو۔
۶- في حياتكم۔ (احقاف س ۴۶ ت ۲۰)
۷- لحياتي۔ (فجر س ۸۹ ت ۲۴)
❀- مِن رِبًا۔ (روم س ۳۰ ت ۳۹)

بعض مصاحف میں یہ کلمہ الف سے ہے۔

❁ مَرْضَات۔ جیسے (مرضات اللہ - مرضاتی) ہر جگہ الف سے ہے۔

واوی، مرسوم بہ یا

ایسے اسما و افعال جن کے لام کلمہ کی جگہ اصلاً واو ہو اور سہ حرفی ہوں، ان کی کتابت الف سے ہونے پر مصاحف کا اتفاق ہے۔ (یعنی جب کہ واو بوجہ تعلیل الف سے بدلا ہو) [1]

جیسے: الصفا - شَفَا - سَنا - ابا احد - خلا - عفا - دعا - بدا - نجا - لَعَلا -

استثنا: مگر گیارہ جگہ ایسے بعض کلمات یا سے مرسوم ہیں۔

۱- ضُحیً۔	اعراف	س	۷	ت	۹۸۔
۲- وأن یُحشرَالناسُ ضُحیً۔	طہ	س	۲۰	ت	۵۹۔
۳- ما زکی منکم۔	نور	س	۲۴	ت	۲۱۔
۴- دَحٰہا۔	نازعات	س	۷۹	ت	۳۰۔
۵-۶- ضُحٰہا۔	نازعات	س	۷۹	ت	۲۹و۴۶۔
۷- وَضُحٰہا۔	شمس	س	۹۱	ت	۱۔
۸- تَلٰہا۔	شمس	س	۹۱	ت	۲۔
۹- طَحٰہا۔	شمس	س	۹۱	ت	۶۔
۱۰- والضحیٰ۔	ضحی	س	۹۳	ت	۱۔
۱۱- والّیل اذا سجیٰ۔	ضحی	س	۹۳	ت	۲ [2]

یائی مرسوم بالف

❁ وہ اسما اور افعال جن کے آخر میں یا ہے مصاحف میں وہ یا ہی سے مرسوم ہیں، خواہ ان کے بعد ضمیر متصل ہو یا نہ ہو، اور خواہ ان کے بعد ساکن ہو یا متحرک۔

---

[1] آخر میں جو الف واو سے بدلا ہوا ہو، وہ الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے: دعا - عفا - علا - تَلا۔
اور جو یا سے بدلا ہوا ہو، وہ ی کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ خواہ یا اصلاً ہی ہو یا واو سے بدل کر آئی ہو۔
اول۔ جیسے: رَمیٰ - هَدیٰ - جَرَیٰ - فُعْلیٰ - نُصْری - فَعْلیٰ - مَرْضیٰ۔
دوم۔ جیسے: یَرْضیٰ - یُدْعیٰ - یُتْلیٰ - اَعْلیٰ - اَدْنیٰ - اَقْصیٰ۔

[2] عقیلہ میں امام شاطبیؒ نے شدید القوی (نجم۔ س ۵۳ ت ۵) کو بھی شمار کیا ہے نثر المرجان (ج ۷ ۸۰) میں اس پر امام دانی کا بھی حوالہ دیا ہے اور مقنع کی عبارت ''وذلک علی الاتباع۔ الخ۔'' بھی پیش کی ہے۔ مگر میرے پاس مقنع کے جو نسخے ہیں، ان میں یہ مذکور نہیں، قوۃ کی جمع قویً ہے۔ اس کی اصل قُوَوٌ ہے۔ واوِ متحرک فتحہ ما قبل کی وجہ سے الف ہوا تو اسے ''رضا'' کی طرح الف سے مرسوم ہونا چاہیے، یا سے مرسوم ہونا خلاف قیاس ہے۔

جیسے: الموتیٰ - صرعیٰ - طُوبیٰ - إحدٰی - إحدٰهما - بُشرٰکم - مجرٰها - مرسٰها وغیرہ۔

استثنا: مگر جس جگہ آخری یا سے پہلے کوئی اور یا واقع ہے، وہاں آخری یا کی جگہ الف مرسوم ہے تاکہ دو مثل یک جانہ ہوں۔

جیسے: الدنیا - العلیا - الرءیا - رُءیاك - رُءیایَ - الحوایا - فأحیَابه - اَحیاهم - اَحیاکم - اَحیاها - محیاهم - نموت ونحیا - اَمات و اَحیا - محیایَ - سُقیٰها۔

اسی طرح: هدای - مثوای۔ ان میں دوسری یا ضمیر متکلم ہے، پہلی اصل کلمہ والی کی جگہ الف مرسوم ہوا مگر یحییٰ اسم، یا کے ساتھ مرسوم ہے۔

جیسے: ویحییٰ و عیسی - یٰیحییٰ خُذ الکتٰب - بغلٰم اسمه یحیی۔

اسی طرح یحیٰی فعل، درج ذیل مقامات میں:

۱- وَیَحْییٰ مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ۔ انفال- س ۸ ت ۴۲۔

۲- وَلَایَحْییٰ۔ طٰہ- س ۲۰ ت ۷۴ — اعلیٰ- س ۸۷ ت ۱۳۔

❁ خطٰینا - خطٰیکم - خطٰیٰهم۔ جہاں بھی واقع ہیں ان میں یا کے بعد الف مرسوم نہیں اور اکثر مصاحف میں طا کے بعد بھی الف مرسوم نہیں۔

سات متفرق کلمات جو ی کی جگہ الف سے مرسوم ہیں۔

۱- وَمن عصانی۔	ابراہیم	س	۱۴	ت	۳۶۔
۲- الی المسجد الاقصا۔	بنی اسرائیل	س	۱۷	ت	۱۔
۳- اَنّه مَنْ تَوَلَّاه۔	حج	س	۲۲	ت	۴۔
۴- مِنْ اَقْصا المدینة۔	قصص	س	۲۸	ت	۲۰۔
۵- مِنْ اَقصا المدینة۔	یٰس	س	۳۶	ت	۲۰۔
۶- سِیمٰاهم۔	فتح	س	۴۸	ت	۲۹۔
۷- طغا الماء۔	حاقّہ	س	۶۹	ت	۱۱۔

❁ اسی طرح کلتا الجنتین (کہف- س۱۸ ت ۳۳) اور رسلنا تترا (مومنون- س۲۳ ت ۴۴) الف کے ساتھ ہیں۔

❁ لدا الباب (یوسف- س ۱۲ ت ۲۵) باتفاق مصاحف الف کے ساتھ ہے۔ لدی الحناجر (مومن/غافر- س ۴۰ ت ۱۸) اکثر میں یا کے ساتھ ہے۔

❁ عَلیٰ - اِلیٰ - حتّی - مَتی - اَنّٰی - بلیٰ - عسیٰ یا کے ساتھ مرسوم ہیں۔ اسی طرح یٰویلتیٰ - یٰحَسْرَتیٰ - یٰاَسَفٰی۔

حذف واو کے مقامات

① چار افعال ایسے ہیں جن کے آخر سے واو کتابت میں محذوف ہے۔

۱- وَيَدْعُ الانسان بالشر۔	بنی اسرائیل	س ۱۷	ت ۱۱۔
۲- وَيَمْحُ اللّٰه الباطلَ۔	شوریٰ	س ۴۲	ت ۲۴۔
۳- يَدْعُ الدَّاعِ۔	قمر	س ۵۴	ت ۶۔
۴- سَنَدْعُ الزَّبَانِيَة۔	علق	س ۹۶	ت ۱۸۔

② ہمزہ کی رسمی شکل والا واو درج ذیل کلمات میں ہر جگہ محذوف ہے۔
الرُّءْيا - رُءْيَاكَ - رُءْيَاىَ۔

③ ہمزہ ساکن، ما قبل مضموم ہو تو بشکل واو مرسوم ہوتا ہے مگر ان دو کلمات میں واو مرسوم نہیں تا کہ اجتماع مثلین نہ ہو:
۱- تُـْٔوِیْ (احزاب-س ۳۳ ت ۵۱) ۲-الَّتِیْ تُـْٔوِيْهِ -(معارج-س ۷۰ ت ۱۳)

④ ایسے کلمات جن میں دو واو ہیں اور دوسرا واو جمع کا ہے، ایک واو محذوف الرسم ہے۔
جیسے: لاتَلْوٗنَ - لايَسْتَوٗنَ - الغاوٗنَ - فَأْوٗا - لِيَسُوْءٗا وجوهكم۔

⑤ درج ذیل کلمات جن میں واو جمع سے پہلے ہمزہ ما قبل مفتوح یا مکسور ہے۔ ان میں بھی ایک ہی واو مرسوم ہے۔ ہمزہ کی رسمی شکل والا واو (مثلاً: يَدْرَؤُوْن) مرسوم نہیں۔
فَادْرَءُوْا - يَدْرَءُوْنَ - وَلَا يَطَـُٔوْنَ - بَدَءُوْكم - مُسْتَهْزِءُوْنَ - مُتَّكِـُٔوْنَ - فَمَالِـُٔوْنَ - اَنْبِـُٔوْنِی - لِيُطْفِـُٔوْا - لِيُوَاطِـُٔوْا - وَيَسْتَنْبِـُٔوْنَكَ۔ اور ان کے امثال۔

⑥ اسی طرح جب اصل کلمہ میں دو واو جمع ہو جائیں تو بھی ایک ہی مرسوم ہو گا۔ جیسے: مَاوٗرِیَ - الْمَوْءٗدَة - يَـُٔوْسًا - داوٗد - لايَـُٔوْدُه۔ (اصل: لايَؤُوْدُه)

❀ جب دو واو یکجا ہوں اور دوسرا واو حرف لین ہو یعنی اس کے ما قبل ضمہ نہ ہو تو دونوں واو بر قرار رہیں گے۔ جیسے اٰوَوْا (انفال، س ۸ ت ۷۲، ۷۴) لَوَّوْا (منافقون، س ۶۳ ت ۵)۔

اثباتِ واو:

(۱) درج ذیل کلمات میں ہمزۂ مبتدئہ کے بعد واو زیادہ لکھا جاتا ہے، یہ جہاں بھی آئیں۔ اُولٰئك، اُولٰئكم، اُولِیْ، اُولُوْا، اُولاتِ۔
اُولی میں واو کی زیادتی اِلی سے امتیاز کے لیے اور اُولٰٓئِك میں الیك سے امتیاز کے لیے ہے اور باقی انہی پر محمول ہیں۔

(۲) مصاحف اہل مدینہ و عراق میں درج ذیل کلمات میں بھی ہمزہ کے بعد واو زائد ہے۔
۱- سَاُورِيكم دار الفٰسقين۔ اعراف، س ۷ ت ۱۴۵۔ ۲- سَاُورِيكم اٰيٰتی۔ انبیا، س ۲۱، ت ۳۷۔ ۳- لاُوصَلِّبنّكم (یہ بعض مصاحف میں ہے) طٰہٰ س ۲۰، ت ۷۱، شعرا س ۲۶، ت ۴۹۔



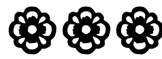
حذفِ یا کے مقامات

کبھی یا کسرۂ ما قبل پر اکتفا کی وجہ سے حذف کر دی جاتی ہے۔ اس کے مقامات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۱	بقرہ	۲	وایای فارھبونِ	۴۰
۲	بقرہ	۲	وایای فاتقونِ	۴۱
۳	بقرہ	۲	ولاتکفرونِ	۱۵۲
۴	بقرہ	۲	دعوۃ الداعِ	۱۸۶
۵	بقرہ	۲	اذادعانِ	۱۸۶
۶	بقرہ	۲	واتقونِ	۱۹۷
۷	آل عمران	۳	ومن اتَّبعنِ	۲۰
۸	آل عمران	۳	واطِیعونِ	۵۰
۹	آل عمران	۳	وخافونِ	۱۷۵
۱۰	نساء	۴	وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ	۱۴۶
۱۱	مائدہ	۵	واخشونِ الیومَ	۳
۱۲	مائدہ	۵	واخشونِ ولاتشتروا	۴۴
۱۳	اَنعام	۶	یقضِ الحق	۵۷
۱۴	اَنعام	۶	وقدھدٰنِ	۸۰
۱۵	اعراف	۷	ثم کیدونِ	۱۹۵
۱۶	اعراف	۷	فلاتُنظرونِ	۱۹۵
۱۷	یونس	۱۰	ولاتُنْظِرونِ	۷۱
۱۸	یونس	۱۰	نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ	۱۰۳
۱۹	ھود	۱۱	فَلَا تَسْـَٔلْنِ	۴۶
۲۰	ھود	۱۱	ثُمّ لاتُنْظِرُونِ	۵۵
۲۱	ھود	۱۱	ولاتُخْزُونِ	۷۸
۲۲	ھود	۱۱	یومَ یَاتِ لاتَکَلَّمُ	۱۰۵
۲۳	یوسف	۱۲	فَاَرْسِلونِ	۴۵
۲۴	یوسف	۱۲	ولاتقربونِ	۶۰
۲۵	یوسف	۱۲	حتی تُوتُونِ موثِقا	۶۶
۲۶	یوسف	۱۲	لولااَن تُفَنِّدونِ	۹۴
۲۷	رعد	۱۳	الکبیرالمتعالِ	۹
۲۸	رعد	۱۳	والیہ مَتابِ	۳۰
۲۹	رعد	۱۳	فکیف کان عِقابِ	۳۲
۳۰	رعد	۱۳	والیہ ماٰبِ	۳۶
۳۱	ابراھیم	۱۴	وخافَ وعیدِ	۱۴
۳۲	ابراھیم	۱۴	بما اشرکتمونِ	۲۲
۳۳	ابراھیم	۱۴	وتقبَّلْ دُعاءِ	۴۰
۳۴	حِجر	۱۵	فلاتَفْضَحُوْنِ	۶۸
۳۵	حِجر	۱۵	ولاتُخْزُوْنِ	۶۹
۳۶	نَحل	۱۶	فاتقونِ	۲
۳۷	نَحل	۱۶	فایای فارھبُونِ	۵۱
۳۸	بنی اسرائیل	۱۷	لئن اَخَّرْتَنِ	۶۲
۳۹	بنی اسرائیل	۱۷	فھوالمُھْتَدِ	۹۷
۴۰	کہف	۱۸	فھوالمھتدِ	۱۷
۴۱	کہف	۱۸	اَن یَّھْدِیَنِ	۲۴
۴۲	کہف	۱۸	اِنْ تَرَنِ	۳۹

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۴۳	کہف	۱۸	اَن یّؤتِیَنِ	۴۰
۴۴	کہف	۱۸	علی اَنْ تُعلِّمَنِ	۶۶
۴۵	کہف	۱۸	ماکنّانَبْغِ	۶۴
۴۶	طٰہ	۲۰	بالوادِ المقدّس	۱۲
۴۷	طٰہ	۲۰	الّاتتَّبِعَنِ	۹۳
۴۸	انبیا	۲۱	فاعبدُونِ	۲۵
۴۹	انبیا	۲۱	فلاتستعجلونِ	۳۷
۵۰	انبیا	۲۱	وانا ربّکم فاعبدُونِ	۹۲
۵۱	حج	۲۲	والبادِ	۲۵
۵۲	حج	۲۲	فکیف کانَ نکیرِ	۴۴
۵۳	حج	۲۲	واِنّ اللہ لھادِ الذِیْنَ	۵۴
۵۴	مومنون	۲۳	بماکذّبونِ	۲۶
۵۵	مومنون	۲۳	بماکذّبونِ	۳۹
۵۶	مومنون	۲۳	اَن یّحْضُرُوْنِ	۹۸
۵۷	مومنون	۲۳	رَبِّ ارْجِعُونِ	۹۹
۵۸	مومنون	۲۳	ولاتُکَلِّمُوْنِ	۱۰۸
۵۹	شعرا	۲۶	اَخافُ اَن یّکذِّبُوْنِ	۱۲
۶۰	شعرا	۲۶	اَن یَّقْتُلُوْنِ	۱۴
۶۱	شعرا	۲۶	سیھدِیَنِ	۶۲
۶۲	شعرا	۲۶	فھو یَھْدِیْنِ	۷۸
۶۳	شعرا	۲۶	ویَسْقِیْنِ	۷۹
۶۴	شعرا	۲۶	فھو یَشْفِیْنِ	۸۰
۶۵	شعرا	۲۶	ثم یُحْیِیْنِ	۸۱
۶۶	شعرا	۲۶	وَاَطِیْعُوْنِ (۸ جگہ)	۱۰۸
تا			ت ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۳۱،	
۷۳	شعرا	۲۶	۱۴۴، ۱۵۰، ۱۶۳،	۱۷۹
۷۴	شعرا	۲۶	اِنّ قومی کذّبونِ	۱۱۷
۷۵	نمل	۲۷	وادِالنمل	۱۸
۷۶	نمل	۲۷	حتی تشھدُونِ	۳۲
۷۷	نمل	۲۷	اَتُمِدُّوْنَنِ بمالٍ	۳۶
۷۸	نمل	۲۷	فَمَآ اٰتٰنِۦَ	۳۶
۷۹	قصص	۲۸	الوادِالایمنِ	۳۰
۸۰	قصص	۲۸	اَن یقتُلونِ	۳۳
۸۱	قصص	۲۸	ان یکذّبونِ	۳۴
۸۲	عنکبوت	۲۹	فاعبدونِ	۵۶
۸۳	روم	۳۰	بھٰدِ العُمْی	۵۳
۸۴	سبا	۳۴	کالجوابِ	۱۳
۸۵	سبا	۳۴	نکیرِ	۴۵
۸۶	فاطر	۳۵	نکیرِ	۲۶
۸۷	یٰس	۳۶	اِن یُردنِ الرحمٰن	۲۳
۸۸	یٰس	۳۶	ولاینقذُونِ	۲۳
۸۹	یٰس	۳۶	فاسمعونِ	۲۵
۹۰	صافّات	۳۷	لَتُرْدِیْنِ	۵۶
۹۱	صافّات	۳۷	الی ربی سیھدین	۹۹
۹۲	صافّات	۳۷	صالِ الجحیم	۱۶۳
۹۳	ص	۳۸	عذابِ	۸
۹۴	ص	۳۸	فحقّ عقَابِ	۱۴
۹۵	زُمر	۳۹	یٰعبادِ	۱۶
۹۶	زُمر	۳۹	فاتقونِ	۱۶
۹۷	زُمر	۳۹	فبشرعبادِ الذین	۱۷
۹۸	مومن	۴۰	عقابِ	۵

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۹۹	مومن	۴۰	یومَ التَّلاقِ	۱۵
۱۰۰	مومن	۴۰	یومَ التنادِ	۳۲
۱۰۱	مومن	۴۰	اتبعونِ اَهْدِکم	۳۸
۱۰۲	شوریٰ	۴۲	الجوارِ	۳۲
۱۰۳	زخرف	۴۳	سَیهدینِ	۲۷
۱۰۴	زخرف	۴۳	واتبعونِ	۶۱
۱۰۵	زخرف	۴۳	واَطیعونِ	۶۳
۱۰۶	دخان	۴۴	اَنْ ترجُمونِ	۲۰
۱۰۷	دخان	۴۴	فاعتزلونِ	۲۱
۱۰۸	ق	۵۰	فحقّ وعیدِ	۱۴
۱۰۹	ق	۵۰	یومَ ینادِ	۴۱
۱۱۰	ق	۵۰	المُنادِ	۴۱
۱۱۱	ق	۵۰	وعیدِ	۴۵
۱۱۲	ذاریات	۵۱	لِیعبدُونِ	۵۶
۱۱۳	ذاریات	۵۱	اَن یطعمونِ	۵۷
۱۱۴	ذاریات	۵۱	فلا یستعجلونِ	۵۹
۱۱۵	قمر	۵۴	فما تُغنِ النُّذُر	۵
۱۱۶	قمر	۵۴	یدعُ الداعِ	۶
۱۱۷	قمر	۵۴	الی الداعِ	۸
۱۱۸	قمر	۵۴	ونُذُرِ (۶ جگہ)	۱۶
تا ۱۲۳	قمر	۵۴	ت۱۸، ۲۱، ۳۰، ۳۷	۳۹
۱۲۴	رحمٰن	۵۵	الجوارِ	۲۴
۱۲۵	ملک	۶۷	نذیرِ	۱۷
۱۲۶	ملک	۶۷	نکیرِ	۱۸
۱۲۷	نوح	۷۱	واطیعونِ	۳
۱۲۸	مرسلات	۷۷	فکیدونِ	۳۹
۱۲۹	نازعات	۷۹	بالوادِ المقدس	۱۶
۱۳۰	کوّرت	۸۱	الجوارِ الکنّس	۱۶
۱۳۱	فجر	۸۹	اذا یسرِ	۴
۱۳۲	فجر	۸۹	بالوادِ	۹
۱۳۳	فجر	۸۹	اکرمَنِ	۱۵
۱۳۴	فجر	۸۹	اهانَنِ	۱۶
۱۳۵	کٰفرون	۱۰۹	ولی دینِ	۶



منادیٰ مضاف بیاے متکلم

امام ابو بکر ابن الانباری نے فرمایا: ہر اسم منادیٰ جسے متکلم نے اپنی ذات کی طرف مضاف کیا ہو اس کی یا محذوف ہوتی ہے۔

جیسے یٰقومِ-یٰربِّ-رَبِّ-یٰعبادِالذین اٰمَنُوا(زمر س۳۹ت۱۰)-یٰعبادِفاتقونِ۔(زمر س۳۹ت۱۶)

دو جگہیں مستثنیٰ ہیں:

(۱) یٰعِبَادِیَ الذین اٰمنوا (عنکبوت س۲۹ت۵۶)

(۲) یٰعبادیَ الذین اَسرفُوا(زمر س۳۹ت۵۳)

ان جگہوں میں یا ثابت ہے۔

ابرٰھمِ: امام عاصم نے فرمایا: ابرھمِ سورۂ بقرہ میں بغیر یا ہے۔ باقی پورے قرآن میں یا کے ساتھ ''ابرٰھیم'' ہے۔امام یعنی مصحف سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اسی طرح ملا۔ (مقنع ص۴۱)

یاے محذوف باجتماع ساکنین: جس اسم مرفوع یا مجرور کے آخر میں یا تنوین کے ساتھ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے وہ اسم بغیر یا کے لکھا جائے گا۔ جیسے غیرباغٍ - ولاعادٍ - من هادٍ - من والٍ - غواشٍ - لیالٍ -

یکجا دو یا: جس کلمہ کے آخر میں دو یا جمع ہوں تو کتابت میں ایک یا محذوف ہو گی۔ جیسے یُحْیِ - یَسْتَحْیِ۔

یائے مرسومہ

یا جو فعل کے لام کلمہ کی جگہ ہے یا ضمیر متکلم ہے وہ درج ذیل ۴۰ مقامات میں اصل کے مطابق مرسوم ہے جب کہ یہ یا محذوف یا کے مشابہ ہے۔

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۱	بقرہ	۲	واخشونی	۱۵۰
۲	بقرہ	۲	فانّ اللّٰہ یاتی بالشمس	۲۵۸
۳	آل عمران	۳	فاتبعونی	۳۱
۴	انعام	۶	لئن لم یهدنی	۷۷
۵	انعام	۶	اَتُحاجّونّی	۸۰
۶	انعام	۶	یوم یاتی بعض اٰیت	۱۵۸
۷	انعام	۶	انّنی هدٰنی	۱۶۱
۸	انعام	۶	انّنی هدٰنی	۱۶۱
۹	اعراف	۷	یوم یاتی تاویله	۵۳
۱۰	اعراف	۷	لن ترٰنی	۱۴۳
۱۱	اعراف	۷	فسوف ترٰنی	۱۴۳
۱۲	اعراف	۷	استضعفونی	۱۵۰
۱۳	اعراف	۷	وکادوا یقتلوننی	۱۵۰
۱۴	اعراف	۷	فهو المهتدی	۱۷۸
۱۵	هود	۱۱	فکیدونِی جمیعا	۵۵
۱۶	یوسف	۱۲	ما نبغی هذه	۶۵
۱۷	یوسف	۱۲	انا ومن اتبعنی	۱۰۸
۱۸	ابراھیم	۱۴	فمن تبعنی	۳۶
۱۹	حجر	۱۵	بشرتمونی	۵۴
۲۰	حجر	۱۵	سبعا من المثانی	۸۷
۲۱	نحل	۱۶	یوم تاتی کُلُّ نفس	۱۱۱
۲۲	بنی اسرائیل	۱۷	وقل لعبادی	۵۳
۲۳	کہف	۱۸	فان اتبعتنی	۷۰
۲۴	کہف	۱۸	فَلَا تَسْـَٔلْنِی	۷۰
۲۵	مریم	۱۹	فاتبعنی اهدك	۴۳
۲۶	طٰہٰ	۲۰	اَن اسر بعبادی	۷۷
۲۷	طٰہٰ	۲۰	فاتبعونی	۹۰
۲۸	نور	۲۴	الزانیة والزانی	۲
۲۹	نور	۲۴	یعبدوننی	۵۵
۳۰	قصص	۲۸	اَن یهدینی	۲۲
۳۱	یٰس	۳۶	واَنِ اعبدونی	۶۱
۳۲	ص	۳۸	اولی الایدی	۴۵
۳۳	زمر	۳۹	افمن یتقی	۲۴
۳۴	زمر	۳۹	لو ان اللّٰہ هدٰنی	۵۷
۳۵	دخان	۴۴	فاسر بعبادی	۲۳
۳۶	رحمٰن	۵۵	فیوخذ بالنواصی	۴۱
۳۷	صف	۶۱	لِمَ تُـؤذوننی	۵
۳۸	صف	۶۱	برسولٍ یاتی	۶
۳۹	منافقون	۶۳	لولا اخّرتنی	۱۰
۴۰	فجر	۸۹	فادخلی فی عبٰدی	۲۹

جو یا آخر کلمہ میں ساکن ہو اور اگلے کلمہ میں کسی ساکن سے ملنے کی وجہ سے قراءت میں ساقط ہو وہ کتابت میں ثابت رہے گی۔

جیسے وما تغنی الاٰیٰت والنذر (یونس س ۱۰ ت ۱۰۱) انی اُوفی الکیل (یوسف س ۱۲ ت ۵۹) الا اٰتی الرحمٰن (مریم س ۱۹ ت ۹۳) بھٰدی العُمی (نمل س ۲۷ ت ۸۱)۔

پندرہ کلمات اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں کہ ان میں یا حذف ہوئی ہے۔ ان کا ذکر یائے محذوفہ کے تحت گزر چکا۔

اثباتِ یا

جو یا کسی وجہ سے کتابت میں زیادہ ثبت ہوئی وہ درج ذیل مقامات میں ہے۔

نمبر شمار	سورہ	سورہ نمبر	کلمات	آیت نمبر
۱	یونس	۱۰	من تلقائِ نفسی	۱۵
۲	نحل	۱۶	وایتائِ ذی القربی	۹۰
۳	طٰہٰ	۲۰	ومن اٰنائِ اللیل	۱۳۰
۴	روم	۳۰	ولقائِ الاٰخرۃ	۱۶
۵	شوریٰ	۴۲	من ورائِ حجاب	۵۱
۶	آل عمران	۳	اَفَاۡئِنْ مَّاتَ	۱۴۴
۷	انبیاء	۲۱	اَفَاۡئِنْ مِّتَّ	۳۴
۸	ذاریات	۵۱	والسماء بنینٰھا باۡیید	۴۷
۹	ن والقلم	۶۸	باۡیکم المفتون	۶
۱۰	انعام	۶	من نَبَاۡیِ المرسلین	۳۴
۱۱	روم	۳۰	بِلقائِ ربّھم	۸

۱۲-۱۳ **مَلَاۡیہ - مَلَاۡیھم** قرآن میں جہاں بھی ہوں۔

امام ابو عمرو دانی ان دونوں کلمات سے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کی رسم اسی طرح ہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ ان میں یا زائد ہو اور یا سے قبل جو الف مرسوم ہے وہ ہمزہ ہو (امام شاطبیؒ نے عقیلہ میں اسی کو اختیار کیا) اور ہو سکتا ہے کہ جو الف مرسوم ہے وہ بیانِ ہمزہ کے لیے زائد ہو اور یا صورت ہمزہ ہو۔ امام جزری نے اسی کو حتماً اختیار کیا اور یا زائد ماننے پر تعجب کا اظہار کیا (نشر ص ۳۳۸)

ع ۶ و ع ۷ اَفَاۡئِن اور ع ۸ و ع ۹ باۡیید اور باۡیکم میں بھی علامہ جزری الف کو زائد اور ی کو صورت ہمزہ مانتے ہیں۔ (نشر ص ۳۴۰)

ع ۱۰ من نَبَاۡیِ المرسلین میں وہ زیادتِ الف اور زیادتِ یا دونوں قول ذکر کر کے زیادتِ الف کو تین وجوں سے ترجیح دیتے ہیں۔ (النشر فی القراءات العشر للعلامۃ الجزری ص ۳۳۷)

ع ۱۱ بِلقائِ ربّھم سے متعلق انھوں نے امام سخاوی کے حوالے سے بعض مصاحف میں بلقاء بغیر

یامرسوم ہونا بھی ذکر کیا ہے۔(نشر ص ۳۳۶)

اَلّٰٓئِ تُظٰهِرُوْنَ (احزاب س ۳۳ت ۴) والّٰٓئِ یَئِسْنَ - والّٰٓئِ لم یَحِضْنَ (طلاق س ۶۵ ت ۴)۔

اسی طرح یا کے ساتھ مرسوم ہیں، ان سے پہلے الف (الّٰٓاءِیْ) مرسوم نہیں۔

درج ذیل مقامات میں یا مرسوم نہیں جب کہ یہ مذکورہ زائد الیاء کلمات کے مشابہ ہیں۔

وایتاءالزکوۃ (س ۲۱ ت ۷۳ - س ۲۴ ت ۳۷) من نبإموسی (قصص س ۲۸ ت ۳) من وراء حجاب (احزاب س ۳۳ ت ۵۳)

وہ مقامات جن میں ایک یا اختصاراً حذف ہوئی

❶ مصاحف کا اس پر اتفاق ہے جب دو یا یکجا ہوں اور دوسری علامتِ جمع ہو تو ایک یا محذوف ہوتی ہے۔

جیسے النَّبِیّٖنَ - الامّیّٖنَ - ربّٰنِیّٖن - الحوارِیّٖن - وغیرہ۔

مگر ''لفی عِلّیّیْنَ'' (مطففین س ۸۳ ت ۱۸) میں باتفاق مصاحف دو یا ہیں۔

❷ اسی طرح مُّتَّكِـِٕيْنَ - المُسْتَهْزِءِین - خٰسِـِٕیْنَ۔ وغیرہ میں وہ یا جو ہمزہ کی رسمی شکل ہے، محذوف ہے۔

اسی طرح ''اَثَاثًاوَرِءْيًا'' (مریم س ۱۹ ت ۷۴) میں ہمزہ کی رسمی شکل والی یا محذوف ہے۔

ہمزہ ساکن ما قبل مکسور ہو تو یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے مگر یہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں صورت یا محذوف ہے۔

❸ درج ذیل کلمات اور ان کے امثال جب ضمیر متصل کے ساتھ ہوں تو ان کی رسم دو یا کے ساتھ ہوتی ہے۔ ورنہ صرف ایک یا مرسوم ہوتی ہے جب کہ یا طرف میں واقع ہو۔

دو یا، جیسے: اَفَعَیِیْنَا بالخلق الاوّل (ق۔ س ۵۰ ت ۱۵)

یُحْیِیْکُم - حُیِّیْتُم - یُحْیِیْهَا - یُحْیِیْنِ۔

ایک یا، جیسے: نُحیِ ونُمِیْتُ - اِنّ اللهَ لایَسْتَحْیٖ - اَنْتَ وَلِیّ۔

❹ درج ذیل کلمات کی رسم بھی ایک ہی یا کے ساتھ ہے۔ مصاحف میں اب دوسری ی اوپر لکھی ہوتی ہے۔

۱-اِنّ ولیِّۦَ اللّٰہ۔(اعراف، س ۷ ت ۱۹۶) ۲- لِنُحْیِۦَ بِهٖ بلدۃً مَّیْتًا۔(فرقان، س ۲۵ ت ۴۹) ۳- علی اَنْ یُّحْیِۦَ المَوْتٰی۔(قیامہ، س ۷۵، ت ۴۰)

❺ درج ذیل کلمات دو یا کے ساتھ مرسوم ہیں۔ پہلی حقیقتاً یا ہے دوسری ہمزہ کی رسمی شکل ہے۔

سَیِّئَۃ - السَّیِّئَۃ قرآن میں جہاں بھی ہوں۔

واُخَرَسَيِّئًا۔(توبہ، س۹ ت ۱۰۲) میں بھی دو یا ہے، دوسری یا ہمزہ کی رسمی شکل ہے۔

❻ ایک یا: السَّيِّاٰت - سَيِّاٰتكم - سَيِّاٰتهم - سَيِّاٰته - یہ سب پورے قرآن میں ایک یا - یاے مشددہ - کے ساتھ ہیں۔ یا کے بعد الف اور ت مرسوم ہیں۔

❼ دو یا: هَيِّئْ لَنا۔(کہف س۱۸ ت ۱۰) يُهَيِّئْ لَكُمْ۔(س۱۸ ت۱۶) وَمَكْرَ السَّيِّئ -المكرُ السَّيِّئُ ۔ (فاطر س۳۵ ت ۴۳) یہ کلمات بھی دو یا کے ساتھ مرسوم ہیں۔

❽ المُنْشَئٰت (رحمٰن، س۵۵ ت ۲۴) میں تا سے پہلے الف بالاتفاق نہیں۔ ت سے پہلے ہمزہ کی صورت یا، مصاحف عراقیہ میں ہے، دیگر میں نہ یا ہے نہ الف۔ المنشت (الْمُنْشَئٰتُ) مرسوم ہے۔
(المقنع للدانی -و- اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربعة عشر للدمیاطی)

حذف لام و اثبات لام

درج ذیل کلمات میں ایک لام کے حذف پر مصاحف کا اتفاق ہے۔ الّیل - الّذیْ - الّذَیْن - الّذٰن - الّذِیْن - الّٰتِیْ - (اللاتی) الّٰٓئِ (اللائی)۔

دیگر کلمات میں اصل کے مطابق دونوں لام کے اثبات پر مصاحف کا اتفاق ہے۔

جیسے: اللّٰعنون - اللّعنة - من اللّٰعبین - اللّغو - اللهو - اللؤلؤ - اللّٰت والعُزّٰی - اللوامة - اللّٰهُم۔

حذف نون نُجّی المومنین۔ (انبیا، س ۲۱ ت ۸۸)۔ ابن عامر شامی کی قراءت اور ابو بکر شعبہ کی روایت میں یہ نُجِّیْ ایک نونِ مضموم، جیم مشدد مکسور اور سکونِ یا کے ساتھ ہے۔ دیگر حضرات کی قراءت اور امام حفص کی روایت میں نُنْجِیْ نون اول کے ضمہ نون ثانی کے سکون، جیم بلا تشدید کے کسرہ اور سکون یا کے ساتھ ہے ـــــ مگر رسم باجماعِ مصاحف ایک نون کے ساتھ ہے۔ اب مصاحف میں اشتباہ دور کرنے اور غلطی سے بچانے کے لیے نونِ اول کے بعد ایک باریک ن اوپر لکھ دیا جاتا ہے، اس طرح : نُـــجِیْ۔

تاءات تانیث مدوّرہ، مجرورہ

❀ فعل کے صیغۂ مونث کے آخر میں جو تا ہوتی ہے وہ ہمیشہ لمبی لکھی جاتی ہے۔ جیسے فَعَلَتْ - فَعَلْتِ۔

❀ اسم کے آخر میں کبھی گول تا ہوتی ہے کبھی لمبی۔ گول تا کو تاے مدوّرہ یا مربوطہ کہتے ہیں۔ لمبی تا کو تاے مجرورہ یا طویلہ کہتے ہیں۔

❀ جمع مؤنث سالم کے آخر میں ہمیشہ لمبی ت ہوتی ہے۔

جیسے مسلمات - قانتات - کلمات (رسم قرآنی میں: مسلمٰت - قٰنِتٰت - کلمٰت۔)

❀ واحد مؤنث بالتاء کبھی مضاف ہوتا ہے کبھی غیر مضاف، جو غیر مضاف ہوتا ہے ہمیشہ گول تا سے لکھا جاتا ہے۔ جیسے فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة - اَصحٰب الجنّة۔

❀ جو مضاف ہوتا ہے کبھی ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے کبھی اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے جو ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے اس میں اتصال ضمیر کی وجہ سے گول تا اور لمبی تا کا فرق نہیں ہوتا۔

جیسے کلِمَتُه - کلمَاته - کلمٰته - هَمْزته - هَمَزاته - هَمَزٰته۔

❀ جو واحد مؤنث بالتاء اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے اُس میں بھی اصل یہی ہے کہ تاے مدوّرہ سے لکھا جائے۔ مگر قرآن کریم میں بعض کلمات بعض مقامات پر اس اصل کے بر خلاف تاے مجرورہ (لمبی تا) سے مرسوم ہیں، انہی کی فہرست یہاں دی جارہی ہے۔

تاءاتِ تانیث (مدوّرہ، مجرورہ/طویلہ)

الرحمة | ''رحمه'' ہر جگہ گول تا (ه) سے ہے۔ مگر سات جگہ لمبی تا (ت) سے ہے:

(۱) اُولٰئكَ یَرْجونَ رحمتَ الله-	(بقرہ	س	۲	ت	۲۱۸)
(۲) اِنَّ رحمتَ الله قریب من المحسنین-	(اعراف	س	۷	ت	۵۶)
(۳) رحمتُ الله وبرکٰته-	(ہود	س	۱۱	ت	۷۳)
(۴) ذِکْرُ رَحْمتِ رَبِّكَ-	(مریم	س	۱۹	ت	۲)
(۵) اِلٰی اٰثٰرِ رَحمتِ الله-	(روم	س	۳۰	ت	۵۰)
(۶) اَهُمْ یَقسِمُوْنَ رحمتَ ربّك-	(زخرف	س	۴۳	ت	۳۲)
(۷) ورحمتُ ربّكَ خیر مما یجمعون-	(زخرف	س	۴۳	ت	۳۲)

النعمة | نعمہ ہر جگہ ھا (گول تا) سے ہے مگر گیارہ جگہ لمبی تا (ت) سے ہے۔

(۱) واذکروا نعمتَ الله علیکم-	(بقرہ	س	۲	ت	۲۳۱)
(۲) واذکرو نعمتَ الله علیکم-	(آل عمران	س	۳	ت	۱۰۳)
(۳) اذکروا نعمتَ الله علیکم-	(مائدہ	س	۵	ت	۱۱)
(۴) بَدّلوا نعمتَ الله کفرا-	(ابراہیم	س	۱۴	ت	۲۸)
(۵) واِن تَعُدّوا نعمتَ الله-	(اِبراہیم	س	۱۴	ت	۳۴)
(۶) وبنعمتِ الله هم یکفرون-	(نحل	س	۱۶	ت	۷۲)
(۷) یعرفون نعمتَ الله-	(نحل	س	۱۶	ت	۸۳)
(۸) وَاشْکُرُوْا نعمتَ الله-	(نحل	س	۱۶	ت	۱۱۴)

(۹) فی البحر بنِعْمَتِ الله۔ (لقمان س ۳۱ ت ۳۱)
(۱۰) اذکروا نعمتَ الله علیکم۔ (فاطر س ۳۵ ت ۳)
(۱۱) بنِعمَتِ ربّك۔ (طور س ۵۲ ت ۲۹)

السُّنَّه ''سُنَّۃ'' ہر جگہ ہا سے ہے مگر پانچ جگہ تاے طویلہ سے ہے۔

(۱) فَقَدْ مَضَتْ سُنّتُ الْاولین۔ (انفال س ۸ ت ۳۸)
(۲) فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلاَّ سُنَّتَ الاَوَّلین۔ (فاطر س ۳۵ ت ۴۳)
(۳) فلن تجد لسنّت الله تبدیلا۔ (فاطر س ۳۵ ت ۴۳)
(۴) ولن تجد لسُنّت الله تحویلا۔ (فاطر س ۳۵ ت ۴۳)
(۵) سُنّت الله التی قد خَلَتْ۔ (مومن س ۴۰ ت ۸۵)

امْرَأة ہر جگہ ہ سے ہے مگر سات جگہ ت سے ہے۔

(۱) اِذْ قالتِ امرأتُ عمرٰن۔ (آل عمران س ۳ ت ۳۵)
(۲) امرأتُ العزیز تُراوِدُ۔ (یوسف س ۱۲ ت ۳۰)
(۳) قالتِ امرأتُ العزیز۔ (یوسف س ۱۲ ت ۵۱)
(۴) وقالتِ امرأتُ فرعونَ۔ (قصص س ۲۸ ت ۹)
(۵) امرأتَ نوحٍ۔ (تحریم س ۶۶ ت ۱۰)
(۶) وّامرأتَ لوطٍ۔ (تحریم س ۶۶ ت ۱۰)
(۷) امرأتَ فرعونَ۔ (تحریم س ۶۶ ت ۱۱)

الکَلِمة جہاں بھی بلفظ واحد آیا ہے ہ سے مرسوم ہے صرف ایک جگہ (اعراف، س۷ ت ۱۳۷) مصاحف عراقیہ میں ت سے ہے۔ اس کے علاوہ چار جگہ ت سے ہے مگر ان میں واحد و جمع (کلمَة، کلماتُ) دونوں قراءتیں ثابت ہیں۔

(۱) وتمت کلمتُ ربك الحسنی۔ (اعراف س ۷ ت ۱۳۷)
(۲) وتمت کلمتُ ربك صدقاً وعدلا۔ (انعام س ۶ ت ۱۱۵)
(۳) حَقَّتْ کلمتُ ربك۔ (یونس س ۱۰ ت ۳۳)
(۴) حَقَّتْ علیهم کلمتُ ربك۔ (یونس س ۱۰ ت ۹۶)
(۵) حَقَّتْ کلمتُ ربك۔ (غافر س ۴۰ ت ۶)

اللّعْنَةُ ہر جگہ ہ سے ہے مگر دو جگہ ت سے ہے۔

(۱) فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ الله علی الکٰذِبین۔ (آل عمران س ۳ ت ۶۱)
(۲) اَنَّ لعنَتَ الله علیه۔ (نور س ۲۴ ت ۷)

المَعْصِيَة | ہر جگہ ہ (گول تا) سے ہے مگر دو جگہ ت سے ہے۔

(۱) ومَعْصِيَتِ الرسول۔ (مجادلہ س ۵۸ ت ۸)

(۲) ومَعْصِيَتِ الرسول۔ (مجادلہ س ۵۸ ت ۹)

کچھ متفرق کلمات

شجرة : ہر جگہ ہ سے ہے مگر ایک جگہ ت ہے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ (دخان س ۴۴ ت ۴۳)

قرة عين : ہر جگہ ہ سے ہے ایک جگہ ت ہے۔

قُرَّتُ عينٍ لّی ولك۔ (قصص س ۲۸ ت ۹)

(ت) بَقِيَّتُ الله خيرلكم۔ (ہود س ۱۱ ت ۸۶)

الجنة ، جَنَّةٌ : صیغۂ واحد ہر جگہ ہ سے ہے مگر ایک جگہ ت سے ہے۔

وجَنَّتُ نعيم۔ (واقعہ س ۵۶ ت ۸۹)

غَيٰبَتِ الْجُبّ۔ (یوسف س ۱۲) دو جگہ - آیت ۱۰ و ۱۵ - لمبی ت سے ہے۔

على بَيِّنَتٍ منه : بصیغۂ واحد، ایک جگہ سورۂ فاطر (س ۳۵ ت ۴۰) میں لمبی ت سے ہے۔

جِمٰلتٌ صُفْر : مرسلات (س ۷۷ ت ۳۳) میں لمبی ت سے ہے۔

درج ذیل کلمات میں بھی لمبی ت ہے۔

مرضات ۔ يٰاَبَتِ ۔ ذَات ۔ جہاں بھی ہوں۔

هيهات هيهات۔	(مومنون	س ۲۳	ت	۳۶)
فِطرَتَ الله۔	(روم	س ۳۰	ت	۳۰)
لاتَ حينَ مناص۔	(ص	س ۳۸	ت	۳)
اللّٰتَ والعُزى۔	(نجم	س ۵۳	ت	۱۹)
مريمَ ابنتَ عمرٰن۔	(تحریم	س ۶۶	ت	۱۲)

مقطوع و موصول

رسم کلمات میں اصل یہ ہے کہ ہر کلمہ منفصل لکھا جائے۔ مگر جب یک حرفی یا دو حرفی کلمہ دوسرے کلمہ کے شروع میں یا آخر میں آملتا ہے تو دونوں کو متصل لکھا جاتا ہے۔

جیسے بالله - لله - مِنْك - مِنْكُم - ظَلَمَك - يَرْحَمُكم -

مِمَّا - فيما - عمّا - اِنّما - كَاَنّما -

لِهٰذا - بِهٰذا - كذلك۔

اس طرح کے بعض کلمات جو عام طور سے مفصول یا موصول لکھے جاتے ہیں قرآن کے بعض مقامات پہ رسم عام کے بر خلاف قطع یا وصل کے ساتھ مرسوم ہیں۔ انہی کی فہرست یہاں دی جارہی ہے۔

مقطوع و موصول

اَنْ لاَ: اَلّا ہر جگہ بغیر نون کے ہے مگر دس مقامات میں اثباتِ نون ہے۔

۱. اَنْ لَّا اقول	اعراف	س	۷	ت	۱۰۵
۲. اَنْ لَّا یقولوا	اعراف	س	۷	ت	۱۶۹
۳. اَنْ لَّا ملجَاَ	توبہ	س	۹	ت	۱۱۸
۴. اَنْ لَّا اِلٰہ اِلَّا ھو	ہود	س	۱۱	ت	۱۴
۵. اَنْ لَّا تعبدوا اِلا اللہ	ہود	س	۱۱	ت	۲۶
۶. اَنْ لَّا تشرك بی شیئا	حج	س	۲۲	ت	۲۶
۷. اَنْ لَّا تعبدوا الشیطٰن	یٰسٓ	س	۳۶	ت	۶۰
۸. واَنْ لَّا تعلوا علی اللہ	دخان	س	۴۴	ت	۱۹
۹. اَنْ لَّا یشرکن باللہ شیئا	ممتحنہ	س	۶۰	ت	۱۲
۱۰. اَنْ لَّا یدخُلنّھا الیومَ	قلم	س	۶۸	ت	۲۴

مِنْ مَا : مِمَّا ہر جگہ موصول ہے۔ اسی طرح مِمَّ خُلِقَ (س۸۶، ت۵) مگر من ما تین جگہ مقطوع بھی ہے۔

۱. فمنْ ما ملکتْ اَیمانُکم	نساء	س	۴	ت	۲۵
۲. ھل لکم من ما ملکت اَیمانُکم	روم	س	۳۰	ت	۲۸
۳. من ما رزقنٰکُم	منافقون	س	۶۳	ت	۱۰

(بعض مصاحف میں یہ موصول ہے)

مِنْ مَنْ: مِمَّن ہر جگہ حذفِ نون کے ساتھ موصول ہے۔

عَنْ مَا : قرآن میں ہر جگہ ''عَمَّا'' بغیر نون ہے جیسے عما قلیلٍ (س۲۳، ت۴۰) عَمَّ یتسَاءلُونَ (س۷۸، ت۱) مگر ایک جگہ نون کے ساتھ ہے۔

عَنْ مَّا نُھُوْا عنه	اعراف	س	۷	ت	۱۶۶

اِنْ مَا : یہ ہر جگہ ''اِمَّا'' موصول ہے، صرف ایک جگہ قطع کے ساتھ اِنْ مَّا ہے۔

وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ	رعد	س	۱۳	ت	۴۰

فَاِنْ لَمْ: سورہ ہود (س۱۱، ت۱۴) میں وصل کے ساتھ فَاِلَّمْ یَستجیبوا لکم ہے۔ اور دیگر مقامات میں قطع کے ساتھ فاِنْ لَمْ ہے۔

اَنْ لن: یہ صرف دو جگہ وصل کے ساتھ ہے۔

۱. اَلَّنْ نَجْعَلَ لَکُمْ موعدا	کہف	س	۱۸	ت	۴۸
۲. اَلَّنْ نَجْمَعَ عظامه	قیامہ	س	۷۵	ت	۳

اس کے سوا ہر جگہ قطع کے ساتھ اَنْ لَّنْ ہے۔

عَنْ مَن: یہ قرآن میں دو ہی جگہ آیا ہے۔ دونوں جگہ قطع کے ساتھ عَن مَن ہے۔

۱. ویصرفه عن من یشآء	نور	س	۲۴	ت	۴۳
۲. عن من تولّی	نجم	س	۵۳	ت	۲۹

اَمْ مَن: قرآن میں ہر جگہ ''اَمَّن'' وصل کے ساتھ مرسوم ہے مگر چار جگہ قطع کے ساتھ ''ام من'' ہے۔

۱. ام من یکون علیه وکیلا	نساء	س	۴	ت	۱۰۹
۲. ام من اَسَّسَ بنیانَه	توبہ	س	۹	ت	۱۰۹
۳. ام من خلقنآ	صافات	س	۳۷	ت	۱۱
۴. ام من یاتی اٰمنا	فصلت	س	۴۱	ت	۴۰

اَمْ مَا: ام ما بمعنی ام الذی جہاں بھی آیا ہے وصل کے ساتھ مرسوم ہے۔ جیسے:

''اَمّا اشتملت علیه''	انعام	س	۶	ت ۱۴۳ و ۱۴۴۔

فی ما: ''فی ما'' قطع کے ساتھ گیارہ مقامات میں ہے۔

۱. فی ما فعلن فی انفسهن	بقرہ	س	۲	ت	۲۴۰
۲. لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ	مائدہ	س	۵	ت	۴۸
۳. لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ	انعام	س	۶	ت	۱۶۵
۴. قل لا اجد فی ما اوحی الیّ	انعام	س	۶	ت	۱۴۵
۵. فی ما اشتهت انفسهم	انبیاء	س	۲۱	ت	۱۰۲
۶. فی ما افضتم فیه	نور	س	۲۴	ت	۱۴
۷. اَتُتْرَکُوْن فی ما ھھنا	شعراء	س	۲۶	ت	۱۴۶
۸. فی ما رزقنٰکم	روم	س	۳۰	ت	۲۸
۹. فی ما هم فیه مختلفون	زمر	س	۳۹	ت	۳
۱۰. فی ما کانوا فیه یختلفون	زمر	س	۳۹	ت	۴۶
۱۱. ونُنْشِئَکُمْ فِی ما لا تعلمون	واقعہ	س	۵۶	ت	۶۱

اینَ مَا: پانچ جگہ ''اَیْنَمَا'' وصل کے ساتھ ہے۔(آخری تین بعض مصاحف میں مقطوع ہیں)

۱.فأینما تُوَلُّوا فَثَمَّ وجه الله	بقرہ	س	۲	ت	۱۱۵
۲.اَیۡنَمَا یُوَجِّههُّ لایأت بخیر	نحل	س	۱۶	ت	۷۶
۳.اَیۡنَمَا تکونوا یدرککم الموت	نساء	س	۴	ت	۷۸
۴.اَیۡنَمَا کُنتُم تَعبُدُون	شعراء	س	۲۶	ت	۹۲
۵.اَیۡنَمَا ثُقِفُوا اُخِذُوا	احزاب	س	۳۳	ت	۶۱

حَیثُ مَا: دو جگہ آیا ہے۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۴۴، و ۱۵۰۔ دونوں جگہ مقطوع ہے۔

نِعِمَّا: بقرہ آیت ۲۷۱، نساء، س۴، ت۵۸، میں آیا ہے، دونوں جگہ موصول ہے۔

مهما: اعراف، س۷، ت۱۳۲ میں ہے۔ موصول۔

رُبَمَا: حجر، س۱۵، ت۲، رُبَمَا یَوَدّ۔ موصول۔

اِنَّ مَا: صرف ایک جگہ قطع کے ساتھ ہے۔ اِنَّ مَا تَوعَدُونَ لاٰتٍ. انعام، س۶، ت۱۳۴، باقی ہر جگہ موصول ہے۔

اَنَّ مَا: صرف دو جگہ قطع کے ساتھ ہے۔

۱. وَاَنَّ ما یدعون من دونه	حج	س	۲۲	ت	۶۲
۲. وَاَنَّ ما یدعون من دونه	لقمان	س	۳۱	ت	۳۰

کانّما: ہر جگہ موصول ہے، جیسے:

۱. کانّما یُساقُونَ	انفال	س	۸	ت	۶
۲. کانّما یصّعَّدُ	انعام	س	۶	ت	۱۲۵
۳. فکانّما خَرّ	حج	س	۲۲	ت	۳۱

بِئسَ مَا: صرف تین جگہ وصل کے ساتھ آیا ہے:

۱. بِئسَما اشتَرَوا به انفسهم	بقرہ	س	۲	ت	۹۰
۲. بِئسما یأمرکم به اِیمانکم	بقرہ	س	۲	ت	۹۳
۳. بِئسَما خَلَفتُمُونِی	اعراف	س	۷	ت	۱۵۰

❁ لام کے ساتھ ''لبئس'' کہیں بھی ''مَا'' سے موصول نہیں۔

کُلَّمَا: کُلَّمَا لام پر تشدید اور فتح کے ساتھ ہر جگہ موصول ہے مگر ابن الانباری ایک جگہ ''کل ما ردوا الی الفتنة'' (نساء، س۴، ت۹۱) میں مقطوع بتاتے ہیں۔ ابو عمرو دانی اسے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: بعض اس میں بھی وصل کرتے ہیں۔ دِمیاطی، اتحاف میں اور ارکاٹی، نثر المرجان میں چار

جگہ مختلف فیہ بتاتے ہیں۔

۱. كُلَّما ردّوا إلى الفتنة — نسا — س ۴ — ت ۹۱
۲. كلّما دخلت أمة — اعراف — س ۷ — ت ۳۸
۳. كلما جاء امةً رسولُها — مومنون — س ۲۳ — ت ۴۴
۴. كلما أُلقي فيها فوجٌ — ملک — س ٦۷ — ت ۸

البتہ ''مِن كلِّ ما سألتموه'' (ابراہیم، س۱۴، ت۳۴) میں بالاتفاق قطع ہے۔ یہاں ''کل'' مجرور ہے۔

لِكَي لَا : چار جگہ وصل کے ساتھ ''لکیلا'' ہے:

۱. لكيلا تحزنوا — آل عمران — س ۳ — ت ۱۵۳
۲. لكيلا يعلمَ من بعد علم — حج — س ۲۲ — ت ۵
۳. لكيلا يكونَ عليك حرج — احزاب — س ۳۳ — ت ۵۰
۴. لكيلا تأسَوا — حدید — س ۵۷ — ت ۲۳

يومَ هُم: صرف دو جگہ مقطوع ہے:

۱. يومَ هُم بٰرزون — مومن — س ۴۰ — ت ۱٦
۲. يومَ هُم على النار يُفتَنُون — ذاریات — س ۵۱ — ت ۱۳

مَا لِ: چار جگہ ''ل'' جارہ اپنے مابعد سے مقطوع ہے:

۱. فما لِ هٰؤلاء القوم — نساء — س ۴ — ت ۷۸
۲. مَا لِ هٰذَا الْكِتٰبِ — کہف — س ۱۸ — ت ۴۹
۳. مَا لِ هٰذَا الرّسول — فرقان — س ۲۵ — ت ۷
۴. فَمَا لِ الَّذِينَ كَفَرُوا — معارج — س ۷۰ — ت ۳٦

ابنَ أُمِّ : اعراف (س۷، ت۱۵۰) میں ''قَالَ ابنَ أُمَّ'' قطع کے ساتھ ہے —— اور طٰہٰ (س۲۰، ت۹۴) میں ''يَبنَؤُمَّ'' وصل کے ساتھ ہے۔

وَىْ كَأَنّ : ایک ہی آیت میں دو بار آیا ہے، دونوں جگہ یا، کاف سے موصول ہے۔

۱. وَيكَاَنَّ اللهَ — قصص — س ۲۸ — ت ۸۲
۲. وَيكَاَنّه — قصص — س ۲۸ — ت ۸۲

وَلاتَ حين: ایک ہی جگہ آیا ہے ''ولاتَ حين مناص''، ص(س۳۸، ت۳)

اور امام ابو بکر ابن الانباری وامام ابو عمر و دانی نے بعد تحقیق یہ واضح کیا ہے کہ ت اور ح میں فصل پر مصاحف کا اتفاق ہے۔ مگر ابو عبید نے بیان کیا ہے کہ اُس مصحف میں جسے مصحف

حضرت عثمان کہا جاتا، اور اس میں خون کے نشانات بھی میں نے دیکھے تا کو حین سے موصول پایا، علامہ جزری نے بتایا کہ میں نے بھی اس مصحف میں ایسا ہی دیکھا، نثر المرجان میں اس پر تفصیلی کلام کے بعد حاصل یہ نکالا ہے کہ مصاحف حجازیہ، عراقیہ، شامیہ میں تا، حین سے مقطوع ہے اور ایک مصحف "امام مصاحف" میں موصول ہے اور اول زیادہ مشہور ہے۔ (نثر ج٦ ص ٦٣ تا ٦٦)

علی ال یاسین : (صافات، س: ٣٧، ت: ١٣٠) جملہ مصاحف میں ل اور یا کے قطع کے ساتھ ہے۔ اس ذیل میں "**كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ**" (س ٨٣، ت ٣) کو بھی ذکر کیا گیا ہے کہ دونوں کلمے موصول، واو کے بعد الف کے بغیر ہیں۔ (مقنع، ص ٨١)



عربی کتابت سے متعلق کچھ مختصر اصول

❶ کلمات کی کتابت کون سے حروف پر ہو؟ اس کے لیے دو حالتوں کو معیار بناتے ہیں: ایک حالت ابتدا اور ایک حالت وقف۔ یعنی اصل یہ ہے کہ کسی کلمہ کو ابتدا میں رکھ کر بولنے پر جو حروف تلفظ میں آئیں انہی حروف کے ساتھ کلمے کی کتابت ہو۔ اسی طرح کسی کلمہ پر وقف کرنے کے وقت جو حروف تلفظ میں آئیں انہی حروف کے ساتھ کلمے کی کتابت ہو۔

اول کی مثال: ہمزہ وصل ابن، امرأة، اسم، اعلم وغیرہ میں۔ ان کلمات سے اگر ابتدا ہو تو ہمزہ تلفظ میں آئے گا۔ اب اگر یہ کلمات درمیان میں ہوں اور وصل کی وجہ سے ہمزہ تلفظ میں نہ آئے تو بھی کتابت میں رہے گا۔

ابتدا کی مثال: ابنُ مَنْ أنْتَ؟ اِعْرِفْ مُنْعِمَک، اِسْمُک حَسَنٌ.

وصل کی مثال: مَنِ ابْنُک؟ مَا اسْمُک؟ أَيْنَ امْرَأَتُک؟

دوم کی مثال: ① انا کا دوسرا الف کتابت میں رہتا ہے اس لیے کہ جب انا پر وقف ہو تو الف ثابت رہتا ہے اگرچہ درمیان میں ادا نہیں ہوتا۔ "أَنَا اخوك" میں دوسرا الف ادا نہ ہو گا۔ "اَنَ اخوک" کہا جائے گا اور "اخوک انا" میں دوسرا الف ادا ہو گا۔

② نون تنوین حالت رفع و جر میں نہیں لکھا جاتا اس لیے کہ ان دونوں حالتوں میں حرف منون کو ساکن کر کے بغیر نون کے وقف ہوتا ہے۔ اور حالت نصب میں یہ نون بصورت الف لکھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ حالت نصب میں منون پر الف کے ساتھ وقف ہوتا ہے۔ جیسے علیمٌ، بعلیمٍ، علیماً۔

③ ضَرَبَهُ (ضَرَبَهُو) مَرَّ بِهِ (بِهِی) میں واو اور ی جن کو ضمیر کا صلہ کہتے ہیں حالت وقف میں ادا

نہیں ہوتے۔ تو یہ کتابت میں بھی نہیں آتے۔

قاعدۂ وصل: درج ذیل کلمات دوسرے سے موصول لکھے جائیں گے۔

① **ہر وہ کلمہ جس سے ابتدا نہیں ہوسکتی** ــــ جیسے ضمیر متصل - حرف خطاب - نون تاکید - علامات تانیث - علامات تثنیہ و جمع معرب میں ہوں یا مبنی میں۔ اعراب حرفی - ہائے سکتہ - ہائے تنبیہ جو (ایّھا) میں ہے، یہ ضمیر متصل کے قائم مقام ہوگیا ہے۔

② **ہر وہ کلمہ جس پر وقف نہیں ہوسکتا۔**

جیسے حروف جر میں ب و ت ل ک۔ اسی طرح لام امر - لام جحد - لام ابتدا - لام استغاثہ - لام تاکید جو جواب قسم میں آتا ہے۔ سین استقبال - فائے عطف و جزا - ما استفہامیہ جس کا الف حالت جر میں محذوف ہو۔ مگر جب تک اس سے ھائے سکتہ نہ لاحق ہو اس پر وقف نہیں ہوسکتا۔

③ **ہر وہ کلمہ جو دوسرے کے ساتھ مل کر ایک کلمہ کی طرح ہوگیا۔**

جیسے مرکب منع صرف یا مرکب امتزاجی جب اسے غیر منصرف کا اعراب دیا جائے۔ جیسے بعلبک - معدیکرب۔ اس لیے کہ پہلا کلمہ دوسرے کلمہ سے معنی و اعراب دونوں کے لحاظ سے یوں مل گیا ہے جیسے زید کا زِ اور دوسرا جیسے زید کا دال، اسی پر اعراب ظاہر ہوتا ہے۔

مرکب اضافی، اسنادی، توصیفی، ظرفی اس حکم میں داخل نہیں۔ اس لیے کہ اعراب و بنا کی حرکتیں ان کے ہر جز پر ظاہر ہوتی ہیں۔

مذکورہ تین اقسام کے ماسوا میں وصل کا حکم نہیں۔

④ **ہاں! کچھ ایسے کلمات جو دوسرے سے مل کر ایک کلمہ کی طرح ہوگئے ہیں ان کی کتابت وصل کے ساتھ ہوگی۔**

ا- یا تو اس لیے کہ وہ دوسرے کے ساتھ مل کر کسی جزئی معنی کا ادات بن چکے ہیں جیسے ماکافہ کے ساتھ ربما - انما - کانّما۔ اور جیسے ''کلما'' کہ اب گویا ''کل'' اور ''ما'' دونوں مل کر ایک ادات شرط ہوگئے ہیں۔

۲- یا اس لیے کہ دونوں کو ایک ساتھ لکھنے کا عام رواج ہوچکا ہے۔ جیسے

لئلا - لئن - یومئذ - حینئذ - ھولاء ۔

کتابت کے قاعدۂ کلیہ سے چند اُمور مستثنیٰ ہیں۔ جو چار اقسام میں منقسم ہیں

قسم اول

تلفظ میں آنے والے حروف پر کسی حرف کا اضافہ ـــ یہ اضافہ کہیں الف کا ہوتا ہے کہیں واو کا۔

الف کا اضافہ : ① جب فعل ماضی، فعل امر، فعل مضارع منصوب یا مجزوم سے ضمیر جمع متصل ہو اور اس کے بعد کوئی دوسری ضمیر لاحق نہ ہو۔ جیسے

کتبوا - اکتبوا - لن یکتبوا - لم تکتبوا بخلاف لم یکتبوه - و کتبوکم ۔

بعض مقامات پر اشتباہ عارض آنے کے پیش نظر واو جمع کے بعد الف زائد لکھنے کو اختیار کیا گیا ہے۔ جیسے لم یقصدو ما فعل۔ واو کے بعد الف نہ ہو تو واو عطف بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

② منصوب منون میں جس کے آخر میں تا یا ہمزہ نہ ہو۔ جیسے رأیت أسدًا۔

واو کا اضافہ : ۱- لفظ عمرو جب علم غیر منصوب ہو تو اس میں اور عُمر میں فَرق کے لیے واو بڑھادیا جاتا ہے۔

۲- اولو ، اولی ، اولات ، اولاء میں واو زیادہ کیا جاتا ہے اس لیے کہ ان الفاظ کی کتابت اسی طرح رائج اور مشہور ہو چکی ہے۔

قسم دوم

تلفظ میں آنے والے حروف میں سے کسی حرف کو حذف کرنا۔ یہ تین طرح ہے:

① ایک کلمہ کے دو حرف جب باہم مدغم ہو جائیں یا ایک کلمہ کی طرح ہو جائیں تو ایک حرف حذف کر دیا جاتا ہے۔ اور صرف ایک حرف مشدّد لکھا جاتا ہے۔

جیسے مَدَّ - عَلَّمَ - یستمدُّ اور جیسے عمّ اَخذت؟ ممّ اکلت؟

② درج ذیل کلمات سے لام تعریف حذف کر دیا جاتا ہے۔

(۱) الّذی - الّتی - الذین (جمع)

(۲) جس کلمہ میں لام جر یا لام تاکید آنے کے بعد تین لام جمع ہو جائیں۔

جیسے للّذان- لِلَّذَینِ- لِلَّیل- لَلّحمُ اَغذی من النبات - لَلّٰهُ اَرحمُ بعبادہ۔

مذکورہ کلمات میں پورا ''ال'' محذوف ہے۔ اصل صورت یہ تھی: لَ الْ لَّذان - لِ ال لَذَینِ - لِ ال لیل - لَ ال لحم - لَ ال لٰهُ۔

③ درج ذیل کلمات سے الف حذف کر دیا جاتا ہے۔
اللّٰهُ - الرحمٰن - الٰه - لٰكن - اولٰئك - ذٰلك - ذٰلكما - ذٰلكم وغیرہ۔
هذا - هذان - هولاء وغیرہ۔ تسمیہ میں بسم کے اسم سے۔

قسم سوم احکام ہمزہ:

ہمزہ کی کوئی صورت مقرر نہ تھی اس لیے یہ کبھی الف، کبھی یا، کبھی واو کی صورت میں لکھا جاتا۔ بعد میں خلیل ابن احمد نحوی متوفی ۱۷۰ھ نے عین کا سرا(ء) اس کی صورت کے لیے مقرر کیا۔ جہاں ہمزہ واو،الف، یا کی صورت میں نہیں ہوتا، وہاں یہ صورت (ء) بنادی جاتی ہے۔ اور واو،الف، ی کے ساتھ بھی یہ صورت (ء) لگادی جاتی ہے۔ الف پر اگر فتحہ یا ضمہ ہو تو صورت ہمزہ(ء) اوپر بناتے ہیں، کسرہ ہو تو نیچے۔ جیسے
أَكرَمَ -أُكرِمَ - إِكرام ۔

کتابت کے لحاظ سے ہمزہ کی تین قسمیں کرتے ہیں۔ مبتدئہ -متوسطہ - متطرفہ - یعنی وہ جو شروع میں ہو۔ وہ جو درمیان میں ہو، وہ جو آخر میں ہو۔

مبتدئہ: جو ہمزہ شروع میں ہو الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے اگرچہ کوئی یک حرفی یا دو حرفی کلمہ اس سے قبل آکر اس سے مل جائے۔ جیسے أحمد -أُنزل - إسلام - سَاَصْرِفُ -اَ فَانَت - لَبِامام۔

مگر درج ذیل کلمات میں ہمزہ کی کتابت بشکل یا رائج و مشہور ہو چکی ہے۔ لِئَلا - لَئِن - حينئذ - يومئذ (اور اس کی مثل) اور هؤلاء میں بشکل واو۔

ہمزۂ متوسطہ: ساکن ہوگا یا متحرک۔

ساکنہ جب ہمزہ متوسطہ ساکن اور ما قبل متحرک ہو تو حرکت ما قبل کے مطابق واو، یا، الف سے لکھا جائے گا۔ جیسے (۱) شُؤم، لُؤم، يُؤدِیْ۔ (۲) ذِئْب، فِئْران، اطْمِئْنان (۳) يَأْكل، فأر، ثأر۔

متحرکہ جب متحرک ہو تو اس کی کتابت بتفصیل ذیل عمل میں آئے گی:

بصورت یا: ① جب ہمزہ مکسور ہو، اس کے ما قبل کی حالت جو بھی ہو۔ جیسے: سَئِم - مستهزِئينَ - سُئِل - صائِم۔

②جب ہمزہ مضموم ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو۔ جیسے: شَاطِئُه - لاجِئُوْنَ- يُنْبِئُوْنَ -

③جب ہمزہ مفتوح ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو۔ جیسے: اكْتِئَاب-مُبطِئات - مُستهزِئَين۔

④جب ہمزہ مفتوح ہو اور ما قبل یاے ساکنہ ہو۔ جیسے هَيْئَة - بِيْئَة۔

بصورت واو: ① جب ہمزہ مضموم ہو اور اس کا ما قبل مفتوح یا مضموم یا ساکن ہو۔ جیسے:

۱- يَبْدَؤُونَ - يَؤُمُّ۔ ۲- رُؤُوس - شُؤُون - فُؤُوس۔ ۳- تَشَاؤم - تَفَاؤُل۔

② جب ہمزہ مفتوح ہو اور ما قبل مضموم ہو۔

جیسے سُؤَال - فُؤَاد - زُؤَان - مُؤَنٌ - يُؤَدّى۔

بصورت الف: ① جب ہمزہ مفتوح ہو اور ما قبل ساکن یا مفتوح ہو۔

جیسے (۱) مَسْأَلَة - مِرْأَة - يَسْأَمُ۔ (۲) تَأَخّر - زَأَرَ - رَأَى۔

متوسطه عارضی وہ ہمزۂ متطرفہ جس کے بعد کوئی ضمیر آ جائے۔ جیسے يَبْدَؤُونَ کا ہمزہ۔ اس ہمزہ کی کتابت میں دو رائیں ہیں:

① یہ ہمزہ درمیان میں آ گیا اس لیے بقاعدۂ متوسطہ يَبْدَؤُون، يَقْرَؤُوْن لکھا جائے۔

②اصلاً یہ ہمزہ اب بھی متطرفہ ہے اس لیے متطرفہ کے طریقے پر يَبْدَأُون ، يَقْرأُونَ لکھا جائے۔

متطرفه عارضی وہ ہمزہ متوسطہ جس کے بعد کوئی ایک حرف تھا، وہ حرف کسی سبب سے حذف ہو گیا اور ہمزہ جو درمیان میں تھا آخر میں آ گیا۔

اس کی کتابت میں بھی دو رائیں ہیں:

① متوسطہ کے طور پر لکھا جائے گا۔ اس لیے کہ اس کا طرف میں واقع ہونا عارضی ہے تو ''يَنأَىٰ'' حالت جزم میں ''لم يَنْأَ'' لکھا جائے گا۔ ''أنأىٰ'' کا اسم فاعل اس طرح ''مُنْئٍ'' لکھا جائے گا۔

② اسے متطرفہ کے قاعدے پر ''لم يَنْءَ'' -اور- ''مُنْءٍ'' لکھا جائے گا۔

اختلاف

رسم ہمزہ متوسطہ سے متعلق جو قواعد لکھے گئے یہ عام رواج کے مطابق ہیں لیکن اس میں بہت سارا اختلاف بھی ہے سب کا تذکرہ یہاں نہیں ہو سکتا، کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

① جب ہمزہ متوسطہ واو ساکن حرف لین کے بعد مفتوح ہو تو بعض اسے بغیر الف کے اوپر لکھتے ہیں جیسے ''سَمَوْءَل'' اور جب حرف مد واو یا الف کے بعد مفتوح ہو تو درمیان سطر اسے منفرد لکھتے ہیں جیسے مُرُوْءَة - قِراءَة۔

② جب ہمزۂ متوسطہ مضموم ہو اور اس کے بعد واو مدہ ہو، اور اس کا ما قبل ایسا حرف مضموم یا مفتوح ہو جو ما بعد سے ملایا نہیں جا سکتا تو بعض اسے واو یا الف کے بغیر درمیان سطر لکھتے ہیں جیسے رُءُوس - قَرَءُوا - يَبْدَءُون۔

جب کہ عام طور سے رءوس کا ہمزہ واو پر لکھا جاتا ہے "رؤوس" اور قرأوا و يَبْدأون کا ہمزہ الف یا واو پر لکھا جاتا ہے۔

جیسے بَدأوا - بدؤوا - يَمْلأون - يملؤون - قرأوا - قرؤوا۔

③ جب ہمزۂ متوسطہ مضموم ہو اور اس کے بعد واو مدہ ہو اور اس سے قبل ایسا حرف مضموم یا مفتوح یا ساکن ہو جو ما بعد سے ملایا جا سکتا ہے تو بعض کاتبین، خاص طور سے اہلِ مصر اسے یا پر لکھتے ہیں۔

جیسے شئُون - انشَئُوا - مَسئُول۔

لیکن جب اس کا ما قبل ایسا حرف ساکن ہو جو ما بعد سے ملایا نہیں جا سکتا تو اسے کسی حرف علت کے بغیر درمیان سطر میں منفرد لکھتے ہیں جیسے مَرْءُوس۔

متطرفہ ① جب ہمزۂ متطرفہ کا ما قبل ساکن ہو تو ہمزہ سطر پر منفرد لکھا جاتا ہے جیسے جُزءٌ - دِفءٌ - عِبءٌ - شَيْءٌ۔

جب ہمزۂ متطرفہ کا ما قبل متحرک ہو تو یہ حرکت ما قبل کے موافق لکھا جاتا ہے یعنی بعد کسرہ یا، بعد فتحہ الف، بعد ضمہ واو۔

جیسے (۱) شاطِئٌ - قارِئٌ - مبادِئُ - يُبدِئُ (۲) تواطُؤٌ - لُؤلُؤٌ (۳) انبأ - يَملأُ - مبدأُ - ملجأُ۔

مد

① جب الف کی صورت میں مرسوم ہمزۂ مفتوحہ کے بعد ہمزۂ ساکنہ یا الف مدہ آئے تو انھیں مد کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے آکل (اصل: أأكُل) آمِرٌ (اصل: اامر)

② جب فعل میں الف کی صورت پر لکھے ہوئے ہمزہ متطرفہ کے بعد الف تثنیہ آئے تو اکثر حضرات اسے مد سے نہیں بدلتے۔ يبدأان اور قرأا۔ لکھتے ہیں اور بعض مد سے بدل کر يبدآن اور قرآ لکھتے ہیں۔

لیکن ہمزہ جب الف کی صورت پر نہ ہو تو اس کے بعد الف کو مد سے نہیں بدلتے جیسے قراءات - هيئات - مُؤاتٍ۔ (بمعنٰی: موافق)

قسم چہارم - الف لیّنہ

الف ہمیشہ ساکن ما قبل مفتوح ہوتا ہے اس لیے کبھی ابتدا میں نہیں آ سکتا وسط یا طرف میں آتا ہے۔اور اکثر الف اور کبھی یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

① درمیانی الف ہمیشہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے جو الف طرف میں رہا ہو پھر اس کے بعد کوئی کلمہ متصل ہو گیا جس کی وجہ سے الف درمیان میں ہو گیا، وہ بھی متوسطہ ہی کے حکم میں ہے۔

جیسے (۱) قال - باع - خاف - نال (۲) رَماك - هداكم - انجاكم - اعطاهم۔

② طرف والا الف اگر کسی فعل یا اسم معرب میں چوتھی جگہ یا اس سے زیادہ میں واقع ہو تو یا کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے اعطیٰ - استعلیٰ - مولیٰ - مصطفیٰ۔

لیکن اگر اس سے پہلے یا ہو تو الف کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے دُنیا - عُلیا - قضایا - اَحْیا - یحیا، فعل۔ (یحییٰ علم، یا سے لکھا جائے گا)۔

اسی طرح اگر تاے تانیث یا ضمیر اس سے متصل ہو تو الف ہی کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے مرضاۃ - مستثناۃ - اعطاہ - انجاکم۔

③ طرف والا الف اگر کسی فعل یا اسم معرب میں تیسری جگہ ہو تو وہ اگر واو سے بدلا ہوا ہے تو الف کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے: دَعَا - عفا - عصا (ڈنڈا، لاٹھی) اور اگر یا سے بدلا ہوا ہے تو یا سے لکھا جائے گا۔ جیسے رَمیٰ - عصیٰ - غِنًی - رَحیً۔

اہلِ کوفہ ہر اسم ثلاثی کو جو فِعَل یا فُعَل کے وزن پر ہو یا سے لکھتے ہیں۔ عِدیٰ - عُلیٰ۔

④ صلوٰۃ، زکوٰۃ، حیوٰۃ، مشکوٰۃ، ربوٰ اور ان کے مثل الفاظ جن کا امالہ واو کی طرف ہوتا ہے۔ بصورت واو لکھے جاتے ہیں اگر تثنیہ یا مضاف نہ ہوں ورنہ بصورت الف لکھے جاتے ہیں۔ جیسے صلاتان و صلاتی، زکاتان و زکاتی۔

واوی مشہور و مستعمل الفاظ (جنھیں الف سے لکھنا ہے) تقریباً "ستّر" ہیں انھیں حفظ کر لیں تو کتابت میں دشواری نہ ہو گی۔

⑤ عجمی اور معرّب اسما الف سے لکھے جائیں گے مگر موسیٰ - عیسیٰ - کسریٰ - بخاری۔

⑥ حروف اور ان کے مشابہ اسماے مبنیہ الف سے لکھے جائیں گے مگر الی - علی - بلی - حتی - متی۔

⑦ ہر یا جو تلفظ میں یا رہتی ہے اس کے نیچے دو نقطے دیے جائیں گے اور جس یا کا تلفظ الف یا ہمزہ سے ہوتا ہے اس پر نقطے نہ ہوں گے۔ جیسے یَرمي - یَقضي - یُرمی - یُقضی۔

مبتدی طلبہ اگر ان افعال و اسما کو یاد کر کے انھیں الف سے لکھیں اور بقیہ کو یا سے لکھیں تو اس باب میں ان کا کام مکمل ہو جائے گا۔

١-اسا : داوى	٢٤-رغا البعيرُ	٤٥-عرا الهمُّ قلبه
٢-الا : قصّروأبطأ	٢٥-رفا الثوبَ	٤٦-العصا للمؤدب
٣-بدا الهلال	٢٦-رنا إليه بنظره.	٤٧-عطا : تناول
٤-بلا : اختبر	أدام النظر	٤٨-عفا الله
٥-تلا : تبع،قرأ	٢٧-زكا المال	٤٩-علا : ارتفع
٦-ثغا الكبش	٢٨-سطا اللصوص	٥٠-غدا : ذهب صباحًا
٧-جثا على ركبتيه	٢٩-سلا : نَسِيَ وهجر	٥١-غذا : أَطْعَمَ
٨-جسا الخشب أى صلُب	٣٠-سما مقامُه	٥٢-غزا الاعداءَ
٩-جفا : هجر	٣١-سها فى الكلام	٥٣-غفا الطرفُ غفوةً
١٠-جلاالصَّدُءَ	٣٢-شدا انشد	٥٤-غلا السعرُ
١١-حبا : أعطى۔	٣٣-الشذا : الرائحة الذَّكيّة	٥٥-فشا الخبرُ
زحَفَ على يديه وبطنه	٣٤-الشغا : اختلاف نبتة	٥٦-القَرا : الظهر
١٢-حذا : اقتدى	الاسنان	٥٧-قسا قلبُه
١٣-حشا : ملأ	٣٥-شكا : تظلّم	٥٨-كبا الجوادُ
١٤-حلا التمر	٣٦-صبا الى الحبيب	٥٩-كسا : البس
١٥-خباالجمر	٣٦-صبا : الى الحبيب	٦٠-لحا : قشر
١٦-خطا برجله خطوة	٣٧-صحا القلب عن الحب	٦١-لها اللاعب
١٧-خلا المكان	٣٨-صفا الزمان	٦٢-المها : بقر الوحش
١٨-دعا : نادى،استغاث	٣٩-الصّلا : الظّهر	٦٣-نبا السيفُ
١٩-دنا : قرب	٤٠-طفا على الماء	٦٤-نجا من الغرق
٢٠-ذكا الجمرُ	٤١-الطلا : ولد الظبى	٦٥-نما : زادوكثر
٢١-ربا الجسم والمال	٤٢-طها : طبخ	٦٦-هفا : زلّ وأخطا
٢٢-رجا اللهَ	٤٣-عتا الظالم	
٢٣-رسا الفُلكُ	٤٤-عدا الفرسُ	

علامات وقف

عربی تحریروں میں جو علامتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں ان کا یہاں مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

❶ نقطہ (.) وقف تام کی علامت ہے۔ جملۂ تامہ کے آخر میں رکھا جاتا ہے۔ جیسے آفة العلم النسيان.
المجالس بالأمانات.

❷ فاصلہ (،) وقف غیر تام کی علامت ہے۔ اس کے مواقع حسب ذیل ہیں:

الف: لفظ منادی کے بعد۔
جیسے یا طالب العلم، اجتهد.

ب: ایسے دو جملوں کے دمیان جو بلحاظ معنی و اعراب ایک دوسرے سے مرتبط ہوں جیسے: خير الأعمال أدومها، وإنْ قلّ.

ج: شرط و جزا کے درمیان قسم اور جواب قسم کے درمیان، اگر جملہ شرطیہ یا قسم طویل ہو جیسے: من حَسُنَت خصالُه، طاب وِصالُه، و من ساءت أخلاقه، طاب فراقه.

د: مفردات معطوفہ کے درمیان جیسے: قد أفلح التاجر الصادق، والعامل المتقن لعمله، والتلميذ المتبع نصائح والديه وأساتذته، والموظف النشيط المخلص الذي يُنجِزُ عمله بكل دقة.

❸ قاطعہ، وہ فاصلہ جس کے نیچے نقطہ ہو (؛) اس کے مقامات درج ذیل ہیں:

الف: ایسے جملے کے بعد جس کا ما بعد اس کی علت ہو۔ جیسے:
ايَّاك والحسد؛ فإنه يفسد الدين، و يضعف اليقين، ويذهب المروءة.

ب: ایسے دو جملوں کے درمیان جو بلحاظ معنی ایک دوسرے سے مرتبط ہوں اور بلحاظ ترکیب الگ الگ ہوں۔ جیسے:
إذا أحسن التلميذ فشجِّعوه؛ و إن أخطأ فارشدوه.

❹ دو نقطے (:) درج ذیل مقامات میں استعمال ہوتے ہیں:

الف: قول کے بعد، جیسے: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: ''من دلّ علی خير، فله مثل أجر فاعله''

ب: کسی اجمال کی تفصیل کے موقع پر مثلاً:
أيام الدهر ثلاثة : يوم مضى لا يعود إليك، و يوم أنت فيه، لا يدوم عليك، و يوم مستقبل ، لا تدري ما حاله ولا تعرف مَنْ أهله.
السنة اثنا عشر شهرًا: كانون ثاني، شباط، آذار، نيسان، أيار، حزيران، تموز، آب، أيلول، تشرين أول، تشرين ثاني، كانون اول.

❺ علامت استفہام (؟) سوال کے بعد اور جملہ استفہامیہ کے بعد آتی ہے۔
جیسے: أين تذهب؟ كم زميلا لك؟

❻ علامت تعجب (!)
ایسے جملے کے آخر میں ہوتی ہے جس سے خوشی، غم، حیرت، تعجب، استغاثہ، دعا یا تأسف کا اظہار مقصود ہو۔ جیسے ما أجمل السماء! ويلی! ماذا فعلت بنفسی؟!

⑦ شرطہ (-)

(الف) اول سطر میں رکھا جاتا ہے جب دو شخصوں کی گفتگو ہو رہی ہو اور بار بار نام لکھنے کی حاجت نہ ہو۔

(ب) اعداد جب عنوان ہوں تو ان کے بعد اسے رکھا جاتا ہے۔ جیسے:

۱-

۲-

۳-

⑧ دو شرطے (-　　-) جملہ کے درمیان کسی جملۂ معترضہ یا کلمۂ معترضہ کو الگ کرنے کے لیے رکھے جاتے ہیں، تاکہ ظاہر ہو کہ ما قبل و ما بعد باہم متصل ہیں۔

جیسے: فی التّأنّی:-هَداك الله- السلامةُ:

اِنّ الـثمانین - و بُـلّـغْـتَـهـا-
قَدْ اَحْوَجَتْ سَمْعِی اِلٰی تَرْجُمَانْ

⑨ واوین (" ") عربی میں مزدوجین کہتے ہیں۔

الف: دوسرے کی عبارت نقل کی جائے تو دونوں طرف یہ علامت دے دیتے ہیں۔

ب: اپنی عبارت میں کسی لفظ یا جملے کو کسی وجہ سے ممتاز کرنا ہو تو بھی یہ علامت لگا دیتے ہیں۔

⑩ قوسین ( ) درمیان کلام کسی لفظ کی تشریح یا دعا یا کوئی فائدہ ذکر کرنے کے لیے لگاتے ہیں۔

کبھی کسی لفظ یا جملے کو ممتاز کرنے کے لیے بھی قوسین کے درمیان لاتے ہیں۔

⑪ معکوفان [　] عموماً اُس وقت لگاتے ہیں جب دوسرے کے کلام میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا جاتا ہے۔

⑫ نقطے .... اس بات کی علامت ہوتے ہیں کہ کچھ عبارت محذوف ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀

نوٹ: یہ علامات عربی تحریروں کے پیش نظر مختصراً ذکر کی گئی ہیں۔ اردو زبان میں بعض علامات اور اصطلاحات کا فرق ہے۔ اسے اردو قواعد کی کتابوں میں دیکھیں۔

محمد احمد مصباحی
۶ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ
۱۶ اگست ۲۰۱۰ء شب سہ شنبہ

فہرست کتاب

رسم قرآنی اور اصولِ کتابت